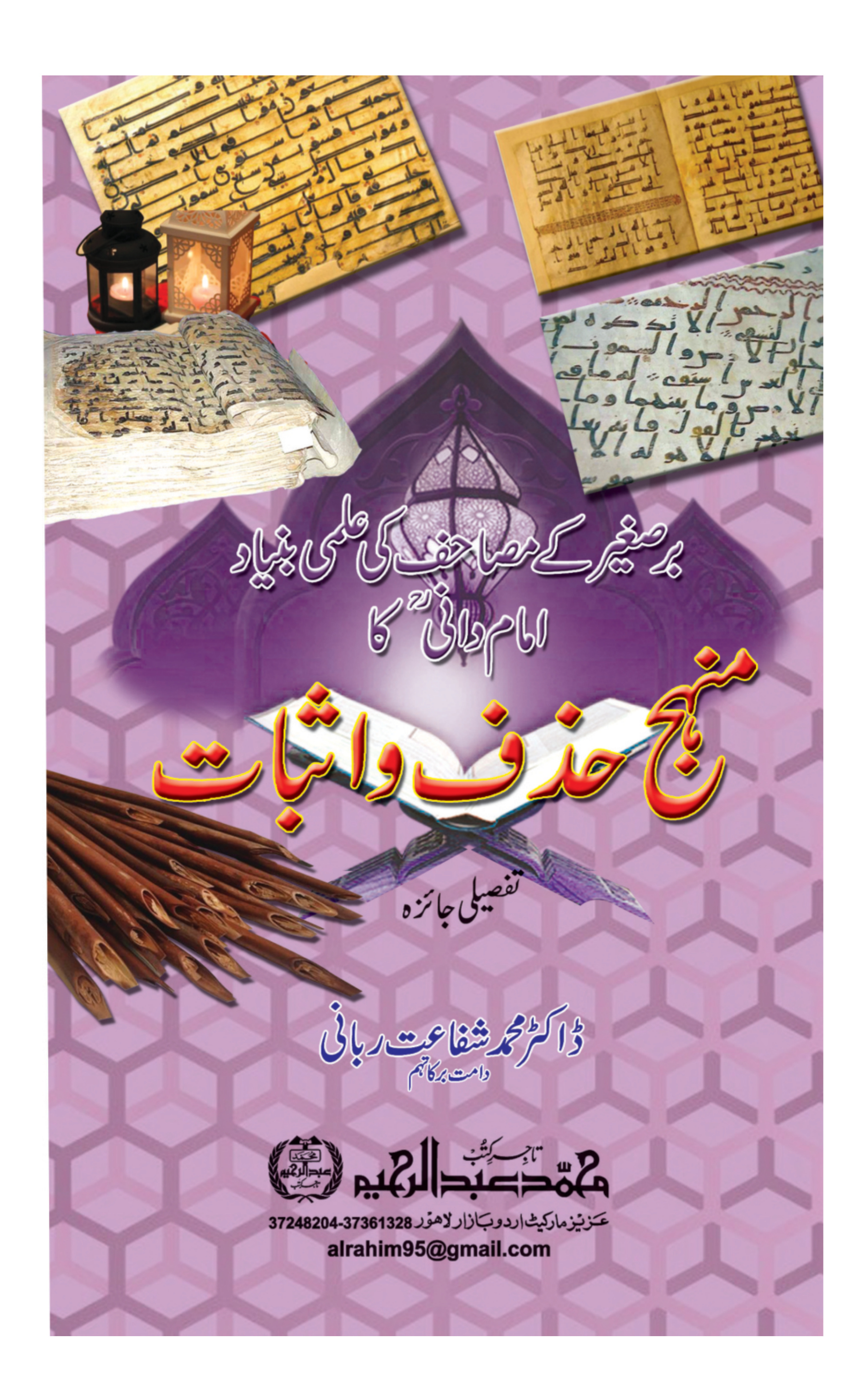
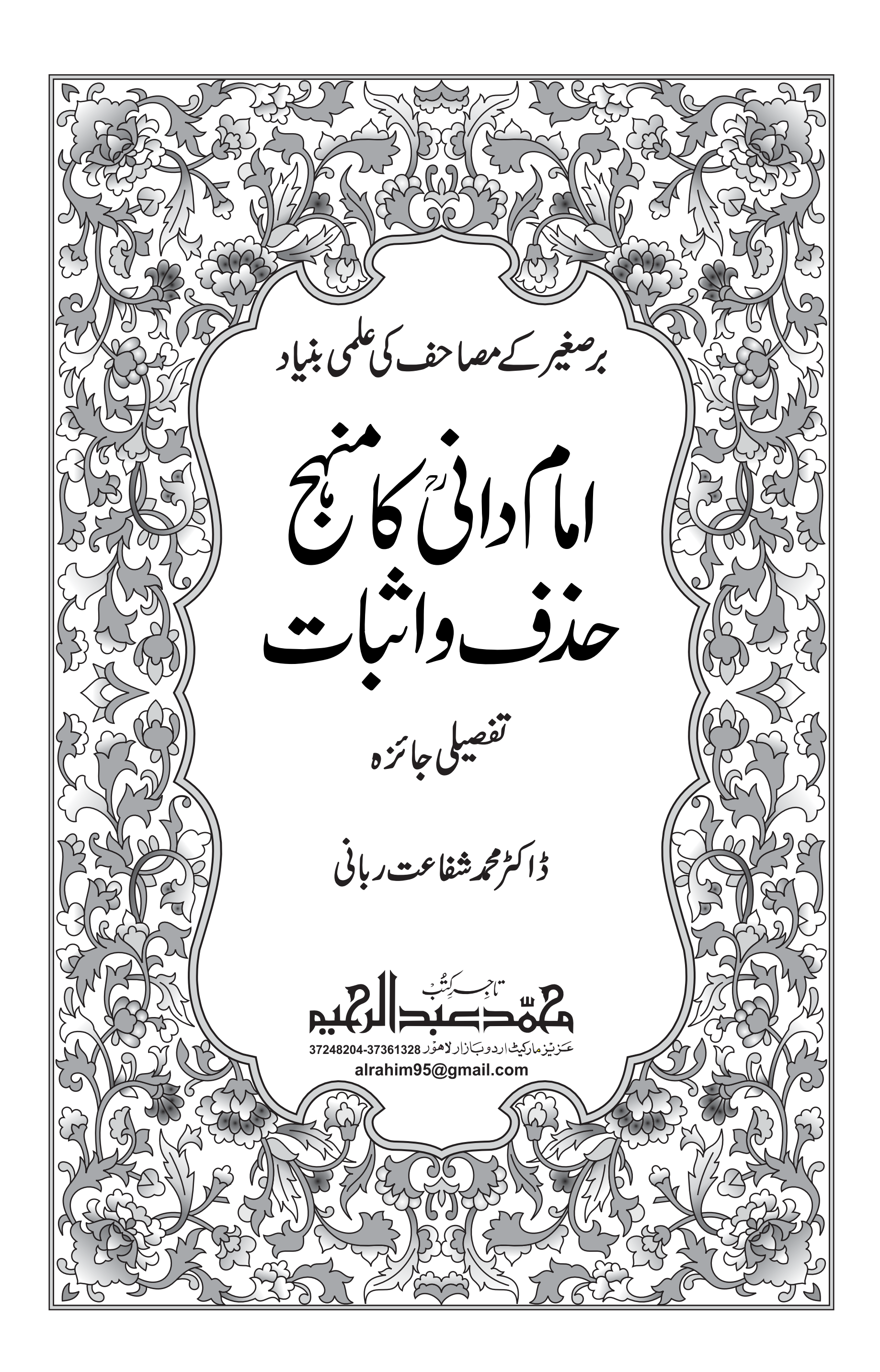


برصغیر کے مصاحف کی علمی بنیاد
امام دانیؒ کا
منہج حذف واثبات
تفصیلی جائزہ
ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی
دامت برکاتہم
تاجر کتب
محمد عبدالرحیم
عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور 37248204-37361328
alrahim95@gmail.com



برصغیر کے مصاحف کی علمی بنیاد

امام دانیؒ کا منہج حذف واثبات

تفصیلی جائزہ

ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی

تاجرِ کتب
محمد عبدالرحیم
عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور 37248204-37361328
alrahim95@gmail.com

نام کتاب: امام دانیؒ کا منہج حذف واثبات
تصنیف: ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی دامت برکاتہم
کمپوزنگ: لبیق ساجد بخاری
تزئین و آرائش: کاشف اقبال
صفحات: 88
قیمت: -/100 روپے
اشاعت اول: ربیع الاول 1437ھ بمطابق دسمبر 2015ء
مطبع: تایا پرنٹرز، بریڈلے ہال، لاہور
ناشر: محمد عبدالرحیم بک سیلرز عزیز مارکیٹ اردو بازار، لاہور

اس کتاب میں اگر کوئی غلطی پائیں تو اسے فاضل مصنف
کی طرف لوٹانے کی بجائے کمپوزر کا سہو تصور کریں،
نیز ہمیں بھی اطلاع دیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده۔

أما بعد :

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن پاک سے پہلے جتنی کتابیں نازل ہوئیں ان کی حفاظت ان امتوں کے اہل علم کے سپرد تھی ، مگر قرآن پاک وہ عظیم الشان اور آخری آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [الحجر: 9]

قرآن پاک کے نزول سے لے کر آج تک جو اس عظیم کتاب پر تحقیقی اور علمی کام ہوا ہے ، اور ہر دور میں جو بے شمار حفاظ ، قراء اور مفسرین گذرے ہیں وہ اِس حفاظت ایزدی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہے کہ ان کے پاس جو قرآن پاک ہے یہ بعینہ اُس قرآن پاک کے مطابق ہے لفظاً لفظاً و حرفاً حرفاً جسے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تیار کیا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ قرآن پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں اِس قدر محبت واخلاص کے ساتھ تیار کیا تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ایسا دوام اور شرف قبولیت بخشا کہ آج چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک ایک لفظ کا رسم الخط نہ صرف کتابوں میں محفوظ ہے بلکہ عالمِ اسلام میں طبع شدہ مصاحف کی شکل میں بھی محفوظ ہے، جسے ''رسم عثمانی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآنی آیات وقراءات میں اختلاف نے اس قدر شدت سے سر اٹھایا کہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے، اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عہد نبوت میں لکھے جانے والے قرآن پاک کو سامنے رکھ کر بہت سے قرآنی نسخے تیار کرائے ،جن کی تعداد میں اختلاف ہے،مگر محققین اہل علم کے نزدیک ان کی تعداد چھ ہے ، جو مختلف علمی مراکز میں اس طرح ارسال کئے گئے کہ ہر ایک قرآنی نسخے کے ساتھ ایک ایک ماہر قاری بھی روانہ کیا گیا تا کہ کتاب اور استاذ دونوں کے حسین امتزاج سے ایسے حفاظ وقراء تیار ہوں جو علم وعمل دونوں کے پیکر ہوں۔(المقنع ص :9، الوسيلة ص75، سفير العالمين 31/1)

چنانچہ ایک نسخہ دمشق، ایک نسخہ مکہ مکرمہ، دو نسخے عراق (کوفہ اور بصرہ) روانہ کئے گئے اور دو نسخے مدینہ منورہ کے لیے تیار کئے گئے، ان میں سے ایک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذاتی استعمال کے لیے تھا جو ''مصحف مدنی خاص'' کے نام سے جانا جاتا ہے ،دوسرا ''مصحف مدنی عام'' کے نام سے مشہور ہوا، دمشق والا ''مصحف شامی'' ،مکہ مکرمہ والا ''مصحف مکی''، کوفہ والا ''مصحف کوفی'' اور بصرہ والا ''مصحف بصری'' کے نام سے مشہور ہوا۔

اِن مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط ''رسم عثمانی'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور یہی رسم عثمانی قراءاتِ متواترہ کی بنیاد اور اصل ہے، علماء قراءات کے نزدیک کسی متواتر قراءت کے ثبوت کے لیے جن تین بنیادی شرائط کا ہونا ضروری ہے ان میں رسم عثمانی کی مطابقت وموافقت بھی شامل ہے ، تحقیقی ہو یا تقدیری یعنی حقیقی ہو یا احتمالی۔

اِس علم رسم کی شہرۂ آفاق مصنّفات میں ایک انتہائی شہرت کی حامل وہ کتاب ہے جسے امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا جس کا نام ہے: ''**المقنع في معرفة مرسوم مصاحف أهل الأمصار**''۔

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ قرآنی علوم اور بطور خاص علوم قراءات کے ایک ایسے مایہ ناز عالم اور نابغہ روزگار شخصیت ہیں جن کی علوم قراءات میں امامت بلا شرکت غیر ایک مسلمہ حقیقت ہے، اور ان کی کتاب ''المقنع'' رسم عثمانی میں ایک ایسے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس سے ان کے بعد آنے والے رسم عثمانی کے تمام علماء اور ماہرین نے بھرپور استفادہ کیا ہے، امام ابن نجاح رحمۃ اللہ علیہ جو امام

دانی کے شاگرد رشید ہیں انہوں نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''مختصر التبیین لھجاء التنزیل '' میں اپنے استاذ محترم کی کتاب ''المقنع'' کو بنیاد بنایا ہے۔

علماء رسم کے ہاں امام دانی اور امام ابن نجاح رحمۃ اللہ علیہما کے منہج و مذہب کے بارے میں یہ بات انتہائی مشہور اور زبان زد عام وخاص ہے کہ شیخین نے جن کلمات میں ''المقنع '' اور ''مختصر التبیین '' میں سکوت اور خاموشی اختیار کی ہے تو ان کلمات کے بارے میں ان دونوں حضرات کا مذہب یہ ہے کہ اگر ان کلمات میں حذف و اثبات کا اختلاف ہے تو وہ ان کلمات میں اثبات الف ہی کے قائل ہیں، اس لیے کہ ایسا رسم علماء کے نزدیک قیاسی ہونے کی وجہ سے کسی مستقل نص کا محتاج نہیں ہوتا۔

امام ابن نجاح رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مختصر التبیین '' چونکہ ایک ضخیم کتاب ہے اس لیے اس کتاب کے مسکوت عنہ کلمات کی تعداد انتہائی کم ہے جن کی تعداد تقریبا 41 ہے، جن کا تفصیلی اور علمی جائزہ میں اپنے عربی مضمون: ''ظواھر الرسم المختلف فیھا بین مصاحف المشارقة ومصاحف المغاربة المعاصرة '' کی دوسری فصل میں بیان کر چکا ہوں، (یہ مضمون ریاض کے ''مجلة التبیان للدراسات القرآنیة'' کے شمارہ 19 میں شائع ہو چکا ہے)۔

اس مذکورہ مضمون میں اس بات کی بھی میں وضاحت کر چکا ہوں کہ تمام مشارقہ کے نزدیک امام ابن نجاحؒ کے ان مسکوت عنہ کلمات میں عمل اثبات پر ہی ہے، مصحف امیری، مصحف مدینہ اور منہج ابن نجاح پر چھپنے والے تمام مشرقی مصاحف اسی مذہبِ اثبات کے پابند ہیں۔ان مصاحف میں اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں۔امام خرازؒ نے ''مورد الظمآن ''میں اور اس کے شارحین نے اپنی اپنی شروحات میں ابن نجاحؒ کے اسی مذہبِ اثبات کو ہی اپنایا اور اجاگر کیا ہے۔

میں اِس زیر نظر مضمون میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج پر قدرے تفصیل سے دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب یا مضمون میری نظر سے نہیں گذرا۔میں نے اس پر اپنے عربی مضمون: ''حکم الألفات التی سکت عنھا الامام الدانی فی کتابه : المقنع ''میں سب سے پہلے آواز اٹھائی۔(یہ عربی مضمون مجلة البحوث والدراسات القرآنیة کے شمارہ

13 میں مدینہ منورہ سے شائع ہو چکا ہے)

یہاں میں نے اردو میں اسی عربی مضمون کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس مضمون میں کچھ باتیں ایسی بھی آ گئی ہیں جو اصل عربی مضمون میں نہیں ہیں، اور اصل عربی مضمون میں آپ کو ایسی باتیں بھی ملیں گی جنہیں اردو میں منتقل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

یاد رہے کہ میں نے عربی میں ایک نئی کتاب ترتیب دی ہے جس کا نام ہے:

''**الامام الداني ومنهجه في الرسم العثماني وأثره في المصحف الهندي الباكستاني** ''جو عنقریب ان شاء اللہ چھپ کر منظر عام پر آ جائے گی، اس کتاب کی ترتیب وتہذیب میں راقم نے کتب الرسم کے ساتھ ساتھ اپنے عربی مضامین سے بھی مدد لی ہے جس میں بطور خاص میرے مندرجہ ذیل تین عربی مضمون شامل ہیں:

۱۔ ''**حکم الألفات التي سكت عنها الامام الداني في كتابه المقنع**''

۲۔ ''**رسم مصحف مطبعة تاج ، دراسة نقدية مقارنة** ''(جو کہ مجمع الملک فہد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے)۔

۳۔ ''**رسم المصحفين :الليبي والهندي الباكستاني :دراسة نقدية مقارنة** ''(جو کہ **مجلة الدراسات الاسلامية** اسلام آباد سے شائع ہو چکا ہے۔

اس کتاب کا مسودہ میں نے عصر حاضر کے چند نامور علماء وقراء کی خدمت میں بھی پیش کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس کتاب پر اپنا علمی موقف تقریظ کی شکل میں لکھ کر دیں، جس سے میرا مقصد اپنی کتاب کی تقریظ سے زیادہ ان کا وہ علمی موقف معلوم کرنا پیش نظر تھا جو وہ امام دانی کے منہجِ حذف واثبات اور برصغیر کے مطبوعہ مصاحف کے بارے میں رکھتے ہیں۔

الحمدللہ ان علماء کرام میں سے بیشتر نے مجھے اس کتاب پر اپنا اپنا موقف تقاریظ کی شکل میں لکھ کر دے دیا ہے ، میں ان سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے ممنون اور شکر گزار ہوں۔ یہ تمام تقریظات وتصدیقات ان شاء اللہ مذکورہ عربی کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شائع کر دی جائیں گی۔ان

میں سے دو تقاریظ چونکہ اردو میں ہیں، انہیں میں اس مضمون میں ضرور سامل کرنا چاہوں گا:

۱۔ پہلی تقریظ قدرے مفصل ہے جس نے بذات خود ایک مضمون کی شکل اختیار کر لی ہے جو انتہائی جامع، مفید اور مؤثر مضمون ہے، جس کے لکھنے والے انڈیا کے نامور عالم دین، محقق، رسم عثمانی کے دلدادہ جناب حضرت مولانا قاری مفتی رشید احمد فریدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

۲۔ دوسری تقریظ انتہائی مختصر ہے جسے حضرت قاری محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تحریر فرمایا ہے، جو تقریباً پینتالیس سال سے مسجد نبوی میں قرآن پاک اور قراءات کی تدریس سے منسلک ہیں۔

جن حضرات نے امام دانی کے منہجِ حذف واثبات کی صحت اور برصغیر کے مطبوعہ مصاحف کے رسم عثمانی کے مطابق ہونے پر عربی تقاریظ میں مہرِ تصدیق ثبت کی ہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ فضيلة الشيخ عبدالرافع بن رضوان على حفظه اللّٰه.

۲۔ فضيلة الشيخ محمد تميم بن مصطفى الزعبى حفظه اللّٰه.

۳۔ فضيلة الشيخ محمد الاغاثه ولد الشيخ حفظه اللّٰه.

۴۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر محمد عبدالله زين العابدين ولد محمد الاغاثة حفظه اللّٰه.

۵۔ فضيلةالشيخ أحمد بن أحمد الطويل حفظه اللّٰه.

۶۔ فضيلة الشيخ محمد عبدالرحمن ولد أطول عمر حفظه اللّٰه.

یہ سب حضرات مصحف مدینہ کی علمی کمیٹی کے معزز ارکان وممبران ہیں جن کی علمی نگرانی میں چھپے ہوئے مختلف مصاحف (قرآن پاک) شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس (مدینہ منورہ) کے عالمی نشریاتی ادارے کی طرف سے بطور ہدیہ نہ صرف عالَم اسلام بلکہ پوری دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکے ہیں،

جعل الله ذلك في ميزان حسناتهم۔

۷۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر عبدالهادي حميتو، جو مراکش میں مصحف ورش کی علمی کمیٹی کے سربراہ ہیں۔

۸۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر أيمن سويد المقرئ حفظه الله، رئيس المجلس العلمي بالهيئة العالمية لتحفيظ القرآن الكريم بجدة.

۹۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر ف[1] عبدالرحيم حفظه الله، مدير مركز الترجمات بمجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة.

۱۰۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر عبدالقيوم السندي حفظه الله، أستاذ القراءات بجامعة أم القرى.

۱۱۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر مبارك بن محمد الأوخامي حفظه الله، مدرس القراءات والرسم بالحرم النبوي الشريف.

۱۲۔ فضيلة الشيخ ڈاکٹر السيد فرغل أحمد حفظه الله، عضو مراقبة النص بالمجمع.

اس اردو مضمون سے ان شکوک وشبہات کا ازالہ بھی ان شاء اللہ ضرور ہو جائے گا جو بعض حضرات کی طرف سے عوام الناس میں خلفشار پیدا کرنے کے لیے بلا وجہ پیدا کیے جا رہے ہیں۔

یہ مضمون تمہید، دو ابواب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے:

تمہید میں امام دانیؒ اور ان کی کتاب ''المقنع'' ہر دو کا انتہائی مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ بعد ازاں بابِ اول میں ان کلمات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جن کے بارے میں خود امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المقنع'' میں اس منہج حذف و اثبات کو دوٹوک الفاظ میں لکھا ہے کہ یہ وہ اوزان اور صیغے ہیں جن کے وزن پر آنے والے تمام قرآنی کلمات کے الف ہمیشہ ثابت ہوں گے۔

1۔ الدكتور فانيا مبادى عبدالرحيم (Dr.V. Abdul Rahim) مدينة فانيا مبادى بولاية تامل نادو بالهند.

بابِ دوم میں ان قرآنی کلمات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جنہیں امام دانیؒ نے اپنی کتاب میں بوجہ اختصار ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا، بالفاظ دیگر یہ وہ قرآنی کلمات ہیں جن کے بارے میں امام دانیؒ اپنی اس کتاب میں ساکت اور خاموش ہیں، کتاب میں ان کے حذف کا ذکر ہے نہ اثبات کا۔

خاتمے میں پورے مضمون کا خلاصہ اہم نتائج کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

تمام حمد وثناء ہے اس پاک ذات کے لیے جس نے مجھ جیسے ناچیز کو اپنی عظیم کتاب ''قرآن پاک'' کی خدمت کی توفیق بخشی، اسی نے مجھے اس نیک کام کی توفیق عطا کی، اسی نے میرے لیے یہ مشکل کام آسان فرمایا، اسی ذات الٰہی سے میری یہ عاجزانہ التجا اور دعا ہے کہ وہ میری اس معمولی سی خدمت کو اپنی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے۔

آخر میں اپنے اہل خانہ اور ان تمام دوستوں کا بھی بطور خاص شکر گزار ہوں جنھوں نے اس مضمون کی تیاری اور نشر واشاعت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر قرآن پاک کی خدمت میں میری مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رحمتِ بیکراں کے سائے تلے دنیا و آخرت میں ڈھانپ لے اور روزِ محشر ہماری اس خدمت کو قبول فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ بنائے، آمین ثم آمین۔

کتبہ محمد شفاعت ربانی

1436/8/24ھ

مدینہ منورہ

تقریظ

استاذ القراء، المقرئ الکبیر فضیلۃ الشیخ ابو عمار محمد عبداللہ حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحابته ومن ولاه، اما بعد:

برصغیر پاک و ہند میں عرصہ دراز سے مصاحف (قرآن پاک) رسم وضبط میں ایک خاص منہج کے مطابق چھپتے چلے آرہے ہین، جس پر برصغیر کے تمام اکابرین علماء وقراء کا اتفاق ہے، ان مصاحف کے رسم یا ضبط پر کسی قسم کی کوئی تنقید نظر سے نہیں گزری۔

اس اتفاق میں میرے اساتذہ کرام بھی شامل ہیں جن میں بطور شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المدنی اوران کے شاگرد رشید مجدد القراءات حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہما قابل ذکر ہیں، شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ثم المدنی رحمہ اللہ نے تو امام شاطبی کی (عقلية أتراب القصائد) پر اُردو میں ایک مستقل شرح (أسهل الموارد) کے نام سے تصنیف فرمائی ہے، اسی طرح میرے استاد مجدد القراءات حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ نے بھی فن رسم پر ایک مختصر مگر جامع کتاب: (**الخط العثمانی فی الرسم القرآنی**)، کے نام سے تالیف فرمائی ہے، نیز اپنی علمی نگرانی میں ملتان سے تاج المصاحف کے نام سے ایک قرآن پاک کی اشاعت کا بھی اہتمام فرمایا جو ناشرانِ قرآن پاک کے لیے آج بھی مشعل راہ ہے، جس کا منہجِ رسم وضبط بھی برصغیر کے مطبوعہ مصاحف کے مطابق ہے، میرے ان اساتذہ کرام نے بعض کلمات میں تصحیح ضبط کی نشاندہی تو ضرور کی ہے مگر رسم میں رائج ومعمول بہ منہج پر اتفاق فرمایا ہے۔

اس منہجِ رسم وضبط کے خلاف حال ہی میں جب کچھ حلقوں کی طرف سے آواز اُٹھائی گئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس منہج رسم پر کوئی علمی و تحقیقی کام ہونا چاہیے، جس سے اُٹھنے والے ان شکوک وشبہات کا مدلل ومکمل جواب دیا جا سکے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے محترم ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی صاحب کو (جو کہ شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلکس میں تقریباً بیس سال سے شعبہ تصنیف و تحقیق سے وابستہ ہیں) جنھوں نے عربی واُردو میں اس موضوع پر متعدد مضامین ومقالات لکھے ہیں، حال ہی میں اُنھوں نے اس موضوع پر ایک جامع کتاب عربی میں ترتیب دی ہے جس کا نام ہے:(**الامام الدانی و منهجه فی الرسم العثمانی وأثره فی المصحف الهندی الباكستانی**) اس کتاب کے مطابق برصغیر کے مطبوعہ مصاحف کی علمی بنیاد امام دانی رحمہ اللہ کا منہج رسم ہے، جس پر قدیم وجدید متعدد ائمہ رسم کے اقوال سے مستند دلائل پیش کیے گئے ہیں، جس کے مطابق برصغیر کے مصاحف کا منہج رسم مندرجہ ذیل چار نکات پر مشتمل ہے:

۱۔ جہاں شیخین (دانی وابن نجاح) میں اتفاق ہے اس سے سرِ مو بھی انحراف نہیں کیا گیا۔

۲۔ جہاں شیخین (دانی وابن نجاح) میں اختلاف ہے وہاں اکثر وپیشتر امام دانی رحمہ اللہ کے اقوال وترجیحات پر عمل کیا گیا ہے۔

۳۔ جہاں امام دانی وامام شاطبی میں اختلاف ہے (جو کہ چند کلمات میں ہے) وہاں امام شاطبی رحمہ اللہ کی ترجیحات پر عمل کیا گیا ہے۔

۴۔ جن کلمات میں قراءات سبعہ یا عشرہ کا اختلاف ہے، ایسے کلمات میں ائمہ رسم کے اقوال کی روشنی میں ایسا رسم اختیار کیا گیا ہے جس سے دوسری متواتر قراءات بھی اخذ کی جا سکیں۔

اس دقیق منہج رسم کو دیکھ کر ان اکابرین علماء قراء کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے جنھوں نے سب سے پہلے منہج کو اپنایا، رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ، محترم ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی صاحب بھی یقیناً ہماری دعاؤں اور شکر وامتنان کے مستحق ہیں جنھوں نے اس منہج کو اُجاگر کیا، بلکہ اس خاموش منہج کو ایسی زبان دی جسے اب کوئی خاموش نہیں کر سکے گا ان شاء اللہ، برصغیر کے رسم الخط پر ایسی مدلل ومکمل کتاب آج تک میری نظر

سے نہیں گزری۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے، اور مصنف کے علم وعمل میں مزید ترقی عطا فرمائے، اور اس کارِ خیر کو ذخیرہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔

ابو عمار محمد عبد اللہ عبد الرحمٰن

مدرس القرآن والقراءات بالحرم النبوی الشریف

٣/٢/١٤٣٦ھ

تقریظ

حضرت مولانا قاری مفتی رشید احمد فریدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برصغیر کے متداول مصاحف رسم عثمانی کے مطابق ہیں

الحمد لاھله والصلاۃ علی اھلھا۔ اما بعد!

قرآن کریم اپنے نظم اور معنی دونوں اعتبار سے معجزہ ہے، جس طرح وہ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے معجزہ ہے اسی طرح طریقۂ کتابت وطرزِ نقوش یعنی رسم الخط کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے۔ قرآن کریم کے رسم الخط کی حقیقت کیا ہے؟ اسے رسم عثمانی کیوں کہتے ہیں؟، قرآن پاک کا رسم عثمانی کے مطابق ہونا ضروری ہے اور امت میں متداول مصاحف رسم عثمانی کے مطابق ہیں وغیرہ ان امور کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے البتہ رسم المصحف سے متعلق بہت اختصار کے ساتھ ایک تاریخی حقیقت پیش کی جاتی ہے تاکہ قرآن پاک کا رسم عثمانی کا مطابق ہونے کا مطلب واضح ہو جائے اور اگر کسی کا خلجان ہوتو دور ہو جائے۔

حضرات! یہ مسلم حقیقت ہے کہ قرآن کریم کا رسم الخط یعنی رسم عثمانی پر صحابہ وتابعین کا اجماع ہوا ہے اور آج تک پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق قائم ہے یہ رسم عثمانی سماعی بلکہ توفیقی ہے جو بہت سے اسرار و حِکَم پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان ''**الدلیل فی مرسوم خط التنزیل**''۔ پس معلوم ہونا چاہیے کہ خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے جب مصحف صدیقی کے لغت قریش پر متعدد نسخے تیار کیے گئے اور کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ اور شام و بحرین روانہ کیے گئے اور اس کے مطابق نسخ ونقل کا فرمان امیر

المؤمنین نے جاری کیا تو نسخ مصاحف کا سلسلہ قائم ہو گیا لیکن یہ سب بے نقط و بے اعراب تھے اور جب نقطے و اعراب لگائے گئے تو امت نے عظمت سے اس کا استقبال کیا اور بہت سرعت سے با اعراب و با نقط مصاحف کا زریں سلسلہ چل پڑا، ساتھ ساتھ حضرات تابعین و تبع تابعین نے نظم قرآن سے متعلق قراءات مسندہ اور کلمات قرآنیہ کے طرزِ نقوش و طریقۂ کتابت کو بھی اپنی کتابوں میں ضبط کیا۔ چند قراءات مسندہ پر اور رسم المصحف کی تحقیق میں متقدمین کی تصانیف ''كتاب القراءات'' اور کتاب المصاحف'' کے نام سے وجود میں آئیں (دیکھیے: فهرست ابن النديم) گویا رسم عثمانی جس سے نظم قرآن مزین ہے اس کا ذکر کتابوں میں بھی محفوظ ہو چکا تھا اگرچہ بحیثیت علم وفن یکجا نہیں تھا یہاں تک کہ چوتھی صدی میں جو کہ سلف کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے ابو عمرو عثمان الدانیؒ کو فن رسم کے مدون اور واضع کی حیثیت سے ظاہر فرمایا۔ آپ نے عراق و حجاز اور شام وغیرہ کے مصاحف قدیمہ کو غائر نظر سے ملاحظہ کر کے اور متقدمین کی کتاب المصاحف کو مدنظر رکھ کر تمام کلمات قرآنیہ کے طرزِ خط و طریقۂ کتابت کو اجمال مگر جامع انداز میں یکجا کیا اور اس کے متعلق کلی یا جزئی ہدایات اپنی کتاب ''المقنع'' میں درج فرمائیں یہی ہدایات خط مصحف کے اُصول وضوابط قرار پائے اور یہی اُصول و ضوابط رسم المصحف یا رسم عثمانی کہلاتے ہیں جس کی مطابقت کلام اللہ کے قرآن ہونے کے لیے ایک شرط لازم ہے۔ علامہ دانی کی ''المنقع'' اس موضوع پر اساس وخشت اول کی حیثیت رکھتی ہے۔

علامہ دانی کے بیان کردہ اُصول و مستثنیات سے آپ کے شاگرد ابوداؤد سلیمان بن نجاحؒ کے سواء تمام تلامذہ نے اتفاق کیا اور علمائے اسلام نے اس کی پذیرائی کی۔ اور مصاحف کے نقل میں ان اُصول کی رعایت کی جانے لگی، پھر ایک صدی سے زائد عرصہ کے بعد فن قرأت ورسم کی ایک عبقری شخصیت حافظ حدیث ماہر عربیت رئیس القراء علامہ ابو محمد قاسم الشاطبیؒ نے ''المنقع'' کو ''عقليه'' کے لباس فاخرہ میں آراستہ کیا۔ پھر شیخ الاسلام الدین علم سخاویؒ نے ''الوسيله'' کے ذریعۂ ''عقليه'' کے محاسن کو ظاہر کیا تا کہ اہل علم کما حقہ مستفید ہو سکیں۔ خیر علامہ شاطبیؒ کی طرف سے بعض کلمات کا اضافہ ہو یا علامہ سخاویؒ کی طرف سے بعض ترجیحات ہوں یہ سب علامہ دانیؒ کے اُصول وضوابط کے دائرہ سے خارج

نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عالَم اسلام میں نقل مصاحف کے سلسلہ میں ہمیشہ دانی وشاطبی کے پیش کردہ اُصول وترجیحات کو اختیار کیا گیا ہے اور اس پر تعامل وتوارث قائم ہے۔ گویا جس طرح قراءات متواترہ ائمہ قرأت کے نام کی طرف منسوب ہو کر معروف ہو گیا کچھ اسی طرح قرآن مجید کا ''رسم عثمانی'' تو حضرت عثمانی غنیؓ کی طرف ہی منسوب ہے البتہ علامہ دانیؒ کی امامت وسیادت فن رسم میں عنداللہ ایسی مقبول ہوئی کہ رسم عثمانی کی مطابقت کی تحقیق کے لیے ''المقنع'' بلکہ ''عقلیہ'' سے موافقت کو ضروری تسلیم کیا گیا یہاں تک کہ محض امام جزریؒ جو بعض جگہ ابوداؤد سلیمان بن نجاحؒ سے زیادہ موافق نظر آتے ہیں لیکن اصولاً وہ بھی دانی وشاطبی کے ہم خیال ہیں۔

حاصل یہ کہ رسم مصحف میں جو منہج علامہ دانی نے پیش کیا ہے ائمہ رسم میں اقل قلیل اختلاف کے ساتھ وہی امت میں رائج ومعمول ہے۔ اور اہل علم وفن کی دیانت وانصاف پسندی ہر جگہ ہے اور یہاں بھی کہ رسم مصحف کے بیان میں علامہ دانی کے تلمیذ ابوداؤد کے اختلاف کو بھی ذکر کرتے ہیں مگر عملی طور پر امت میں ابوداؤد کا منہج یعنی ان کے بعض اصول اور ترجیحات کو اختیار نہیں کیا گیا ہے چنانچہ عالَم اسلام کے مشہور محقق محدث صاحب التصانیف الکثیرۃ شیخ محمد زاہد الکوثریؒ نے اپنے مضمون...... میں لکھا ہے کہ ''گذشتہ صدیوں میں مصاحف کے رسم عثمانی کی مطابقت کی تحقیق علامہ شاطبی کی ''الرائیہ'' اور اس جیسی کتابوں سے کی جاتی تھی''۔ نیز شیخ محمد شفاعت ربانی محقق فن رسم مجمع ملک فہد مدینہ منورہ حفظہ اللہ نے اپنے مضمون ''برصغیر اور عرب ممالک میں طبع شدہ مصاحف کا رسم الخط علمی وتقابلی جائزہ'' میں لکھا ہے، ''اس منہج کو جنہوں نے عملی جامہ پہنایا وہ ہیں مصر کے مشہور عالم وقاری شیخ رضوان مخللاتی متوفی ۱۳۱۱ھ'' یعنی ابوداؤد کی ترجیحات کے مطابق عالَم اسلام میں پہلی مرتبہ مصر میں چودھویں صدی کے اوائل میں مصحف منصۂ شہود پر آیا۔ بہرحال عالم اسلام بلکہ پورے عالَم میں جہاں بھی مسلمانوں نے قرآن پاک لکھا ہے اگر اس میں رسم عثمانی کی رعایت ہے تو دستورِ کتابت وہی ہے جو شاطبی کے توسط سے عالَم میں مشہور ومنقول ہے۔

محترم حضرات! عالَم اسلام کا ایک بڑا حصہ ماضی بعید میں غیر منقسم ہند بھی تھا جو برصغیر کہلاتا ہے

اس وسیع وعریض ملک میں مسلمانوں کی ۸؍سوسالہ کامیاب حکمرانی رہی ہے اور سلاطین نے علم اور اہل علم کی قابل قدر خدمت اور ان کی سرپرستی کی بالخصوص اورنگ زیب عالمگیرؒ جو عدل گستری وعلم پروری اور پابندیٔ شرع میں خلیفہ راشد سمجھے گئے ہیں آپ بدست خود مصحف شریف کی عمدہ کتابت کرتے تھے، آپ فن رسم سے بھی واقف تھے آپ کا مصحف راقم نے بالاستیعاب دیکھا اور پڑھا ہے، اس وسیع و عریض ملک میں بے شمار مصاحف لکھے گئے ان میں جو آب وگل کے نقصان سے بچ رہے اس کی خاصی مقدار ملک کی قدیم لائبریری اور کتب خانوں میں موجود ہے اور راقم نے ان کا معائنہ کیا ہے۔ اور جب طباعت کا دور شروع ہوا اور مصحف پہلی مرتبہ برطانیہ سے طبع ہوا وہ پہلا مطبوعہ نسخہ بھی راقم کی نظر سے گذرا ہے پس مطبوعہ مصاحف اور قدیم مخطوطہ مصاحف کو اگر ان میں رسم کی مطابقت ہے بندہ نے دانی کے منہج کے مطابق پایا ہے۔

لہٰذا جس دستور ومنہاج پر ایک ہزار سال گذر گیا اور جو اہل علم میں متوارث رہا بلکہ امت مسلمہ جس سے مانوس ومتفق رہی اور اس کا سلسلہ سند اصل مصاحف عثمانیہ سے جاملتا ہے اس منہاج کے حق ہونے اور اس کے مطابق مخطوطہ ومطبوعہ مصاحف کے برحق ہونے میں ادنیٰ بھی شک نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ اجماع امت کے اعتبار کا جھنڈا سرنگوں ہوجائے گا۔

سعودی مصاحف کا منہج

حجاز کے سابق سلطان فہد بن عبدالعزیز خادم الحرمین الشریفین نے قرآن کریم کی عالمی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ''مجمع ملک فہد'' کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم فرمایا اس کے ذریعہ سب سے پہلے عربی طرزِ خط میں جس مصحف کی اشاعت ہوئی اور آج تک ہورہی ہے اس مصحف کے رسم عثمانی سے مطابقت کے لیے وہ منہج منتخب کیا گیا جو جامعہ ازہر مصر کے سوسالہ ایک قدیم مطبوعہ مصحف میں اختیار کیا گیا ہے جس کو مصر کے مشہور عالم وقاری شیخ رضوان مخللاتی (متوفی ۱۳۱۱ھ) نے متوارث منہاج یعنی علامہ دانی کی ترجیحات کو چھوڑ کر ابوداوٗد سلیمان بن نجاح کی ترجیحات کے مطابق مصحف

تیار کرایا، جس کی شہادت اُوپر پیش کی گئی ہے از ہر مصر کا یہ مطبوعہ نسخہ راقم نے ملاحظہ کیا ہے جس کی پشت پر امام ابوداؤد کی ترجیحات صراحۃً موجود ہیں اور اسی طرح کی صراحت ''مجمع'' سے شائع ہونے والے عربی طرز کے مصاحف کے اخیر میں بھی موجود ہے اور جس کے داخلی قرائن یہ ہیں کہ جن چند کلمات میں کاتب کی فروگذاشت مصری نسخہ میں واقع ہوئی ہے وہ سعودی مصاحف میں بھی بعینہ موجود ہے۔

بہر حال ''مجمع'' سے شائع ہونے والی عربی طرز خط کے مصاحف بھی ترجیحی منہج بدل جانے کے باوجود رسم عثمانی کے مطابق ہیں اور عالم عرب میں قبول عام حاصل کر چکے ہیں بلکہ حجاز کے علاوہ دیگر ممالک عربیہ میں حکومت یا موقر ادارہ کے زیر انتظام جو مصاحف شائع کیے جا رہے ہیں وہ کاغذ، نقش ونگار اور جلد کے عمدہ معیار میں اگرچہ مختلف ہوں نفس مصحف اسی مصری نسخہ یا سعودی مصحف کی نقل ہے خط اور رسم الخط دونوں کا یکساں ہے جیسا کہ راقم الحروف نے شام، بحرین قطر وغیرہ کے جدید مطبوعہ مصاحف کا معائنہ کیا ہے۔

پس رسم الخط میں ترجیحات کے اختلاف سے حجازی مصاحف کو خلاف رسم عثمانی نہیں کہا جا سکتا تو پھر برصغیر اور دیگر ممالک عجم کے مصاحف جو دانیؒ و شاطبیؒ کے اُصول و ترجیح کے مطابق شائع کیے جا رہے ہیں وہ کیونکر خلاف رسم کہلائیں گے۔ البتہ بعض کلمات میں کتابت کے دوران قلمی لغزش ہو جائے اور وہ لغزش چشم گرفت میں نہ آ سکنے کی وجہ سے باقی رہ جائے تو یہ ممکن بلکہ واقع ہے اور قابل اصلاح ضرور ہے۔

مکتبہ دارالسلام (پاکستان) کا مطبوعہ مصحف

غالباً ۲۰۱۲ء میں مکتبہ دارالسلام پاکستان نے سعودی مصحف کی نقل لے کر اپنے مکتبہ سے شائع کیا پھر ایک تحریر ''پاکستانی مصاحف کی حالت زار'' مکتبہ کے بعض ذمہ داروں نے شائع کی ہے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ سعودی مصحف یا عرب ممالک کے مصاحف رسم عثمانی کے مطابق ہیں اور برصغیر کے مصاحف رسم عثمانی کے خلاف ہیں (معاذ اللہ) اس کے ذریعہ برصغیر خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کو

ذہنی تشویش میں مبتلا کرنے کی بے جا سعی کی گئی ہے۔ مجمع ملک فہد کے دو اہل علم محقق شیخ محمد شفاعت ربانی حفظہ اللہ اور شیخ محمد الیاس فیصل حفظہ اللہ نے ''مکتبہ درالسلام کے مطبوعہ مصحف کی تعریف اور دوسرے مصاحف کی تنقیص پر'' اہل مکتبہ دارالسلام کی تحریر کا متانت وسنجیدگی سے علمی انداز میں مختصر جائزہ پیش کر کے انہیں اپنی غلط روش سے ادب کے ساتھ باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے **فجزاهم الله احسن الجزاء۔**

اس لیے مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر پورے یقین کے ساتھ عرض ہے کہ برصغیر کے مصاحف صد فیصد رسم عثمانی کے مطابق ہیں اسے خلاف رسم بتانا یا تو حقائق سے ناواقفیت ہے یا حقائق سے انحراف کر کے عمداً امت میں ایک نئے فتنہ کی تخم ریزی کرنا ہے جس کا قلع قمع کرنا ضروری ہے خدارا ایسی خلاف حقیقت تحریروں سے مسلمانوں کی غلط رہنمائی نہ کریں اور امت میں گمراہی پھیلانے کا ذریعہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ امت کو فتنوں سے محفوظ فرمائے اور فتنہ کے دفع کے لیے ہونے والی کوششوں کو قبول فرمائے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

رسم خط المصحف کے تعلق سے بعض علماء میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے وہ یہ کہ جب اپنے مانوس و معروف قرآن پاک کے علاوہ دوسرے علاقہ کے مصحف کو دیکھتے ہیں اور اس کا طرزِ خط الگ ہوتا ہے تو بلا تکلف زبان پر یہ جملہ آجاتا ہے کہ اِس مصحف کا رسم الخط الگ ہے اور ہمارے مصحف کا الگ۔ چنانچہ اپنے علاقہ کے مطبوعہ مصاحف کے مقابلہ میں جو ان کے نزدیک معتبر ومتداول اور رسم عثمانی کے مطابق ہیں دوسرے علاقہ کے مصحف کے متعلق ذہنی خلجان اور شبہ ہوتا ہے کہ یہ رسم الخط کہاں سے اور کب سے ہے؟۔ حالانکہ یہ سب خط (کتابت ولکھاوٹ) کا اختلاف ہوتا ہے نہ کہ رسم الخط کا۔ رسم الخط تو تمام مصاحف میں خواہ وہ عربی ہو یا ہندی رسم عثمانی ہی ہے۔ یہ شبہ اس لیے پیدا ہوا کہ خط کے فرق کو رسم الخط کا فرق سمجھ لیا گیا پس دونوں میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔

خط ورسم الخط کا فرق

اصطلاحی اعتبار سے حروف ہجاء کو ملا کر لفظ کی صورت بنانے کو خط کہتے ہیں۔اور یہ حروف سب مل کر رہیں گے یا کچھ الگ، اور کوئی حرف بڑھایا جائے گا یا حذف ہوگا وغیرہ اسی وصل وقطع اور حذف و زیادت کی پابندی کا نام رسم الخط ہے۔(تذکرہ قاریان ہند،ص۹)

خط یہ ایک علم وفن ہے اورفن کے ماہرین نے عربی خطوط کے ساتھ اُصول اوراس کے متعدد فروع بیان کیے ہیں۔ثلث، ریحان، محقق، نسخ، توقیع، رقاع، تعلیق۔ان سات کے مجموعہ کوہفت قلم کہا جاتا ہے پھر نسخ اور تعلیق کے امتزاج سے ایک اور خط ایجاد کیا گیا جس کو نستعلیق کہتے ہیں۔بہرحال خط نام ہے نقش کا اور رسم الخط نام ہے اصول وضوابط کا، لہٰذا خط اور رسم الخط دو الگ الگ شی ہے۔خطوط میں تبدیلی ہوتی ہے ضابطۂ خط میں نہیں۔پس مصحف شریف کے لکھنے کے جو اُصول وضوابط ائمہ رسم نے بیان کیے ہیں وہی رسم الخط رسم مصحف ہے جو رسم عثمانی کہلاتا ہے اور مصحف کا رسم عثمانی کے مطابق ہونا شرط لازم ہے۔حاصل یہ کہ مصاحف کے خطوط کے اختلاف سے رسم الخط (رسم مصحف) کا اختلاف نہیں سمجھنا چاہیے۔فافہم۔

فقط

رشید احمد فریدی

مدرسہ مفتاح العلوم تراج

ضلع سورت، گجرات الہند

مورخہ: ۱۹/شعبان/۱۴۳۶ھ

مطابق: ۷/جون/۲۰۱۵ء

تمہید

امام دانی اور ان کی کتاب ''المقنع'' کا مختصر تعارف

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف:

آپ کا اسم گرامی عثمان بن سعید بن عثمان اور کنیت ابوعَمر و ہے۔آپ کی شہرت اموی، قرطبی اوردانی ہے، چونکہ آپ کے والد ماجد سونے کے کاروبار سے منسلک تھے اس لیے آپ اپنے زمانہ بچپن میں ابن الصیرفي کے نام سے بھی پہچانے جاتے تھے۔

مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت قرطبہ میں 371ھ میں ہوئی ،انتہائی دینی گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی اور پروان چڑھے۔حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم کے بعد جب آپ نے 385ھ میں با قاعدہ اپنی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اندرونی و بیرونی اسفار کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی عمر صرف چودہ برس تھی، آپ نے حصول تعلیم کے لیے اندلس کے جن شہروں کا رخ کیا ان میں قرطبہ، استجہ، بجانہ، سرقسطہ اور اندہ قابل ذکر ہیں۔

اندلس کے مذکورہ شہروں سے تعلیمی استفادہ مکمل کرنے کے بعد آپ نے دوسرے ملکوں کی طرف اپنے علمی اسفار کا باقاعدہ آغاز فرمایا، چنانچہ 397ھ میں قیروان (تیونس) تشریف لے گئے، اور پھر مصر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور 398ھ میں فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی، اور پھر 399ھ میں واپس اپنے وطن اندلس لوٹ آئے، اور 417ھ میں دانیہ شہر میں آکر مستقل سکونت اختیار کرلی، بقیہ عمر اسی شہر دانیہ میں تالیف وتدریس جیسے مبارک اعمال

میں مصروف رہتے ہوئے گزاری۔ (ملاحظہ کیجئے سیر أعلام النبلاء (77/18) اور نفح الطیب 220/1، 558)

وفات:

پندرہ شوال بروز سوموار 444ھ میں جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو مسلمانوں کے جم غفیر کے ساتھ ساتھ وقت کے بادشاہ **علي اقبال الدولة ابن مجاهد العامري** (ت:468ھ) نے بھی آپ کے جنازے اور تدفین میں شرکت کو اپنے لیے باعث فخر و اجر سمجھا، **تغمده الله برحماته وأسكنه فسيح جناته**۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور قرآن پاک کی خدمت کے صلے میں اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اساتذہ:

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب ''الأرجوزة المنبهة'' (ص 82-81) میں لکھا ہے کہ ان کے اساتذہ کی تعداد نوے (90) ہے، وہ سب کے سب مختلف علوم وفنون میں ماہر تھے، ان میں مفسر، قاری، فقیہ، محدث، لغوی، نحوی اور مؤرخ سبھی شامل تھے۔ (ملاحظہ کیجیے **معجم شيوخ الحافظ أبي عمرو الداني، مؤلفه ڈاکٹر عبدالهادي حميتو**)

امام دانیؒ کی علمی شخصیت:

امام دانیؒ کی وجہ شہرت قرآنی علوم میں مہارت تھی اور علوم قراءات میں تو آپ اپنے زمانے کے بلاشرکت غیر مستند امام مانے جاتے تھے، جن کی کہی ہوئی باتوں کے آگے بڑے بڑے علماء وقراء کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ (1120/3) میں فرماتے ہیں:

''القراء خاضعون لتصانيفه واثقون بنقله في القراءات والرسم والتجويد والوقف والابتداء وغير ذلك''۔

اور سیر أعلام النبلاء (18/80) میں لکھتے ہیں:

”وإليه المنتهى في تحرير علم القراء ات وعلم المصاحف مع البراعة في علم الحديث والتفسير والنحو وغير ذلك“۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام علماء وقراء آپ کی تصانیف اور مرویات کے سامنے سر تسلیم خم کرتے، خصوصا ان قرآنی علوم میں جن کا تعلق قراءات، علم المصاحف، رسم عثمانی، تجوید اور وقف وابتداء جیسے علوم سے ہوتا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ علم تفسیر، علم حدیث، علم نحو اور دیگر علوم وفنون میں بھی مکمل مہارت رکھتے تھے۔آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ امام ذہبی نے سیر أعلام النبلاء (80/18) میں آپ کا یہ مشہور قول نقل کیا ہے:

”ما رأيت شيئا قط إلا كتبته ولا كتبته إلا حفظته ولا حفظته فنسيته“۔

آپ فرماتے ہیں کہ جو علمی باتیں میری نظر سے گزرتی تھیں میں انہیں لکھ لیتا اور لکھنے سے ایسی ذہن نشین ہو جاتیں کہ مجھے ہمیشہ یاد رہتیں میں انہیں کبھی بھی بھلا نہیں سکا۔

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وجود اور اپنی علمی تصانیف سے پانچویں صدی کے شروع میں ایک ایسے علمی خلا کو پر کیا جس کی درحقیقت شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ سے قرآنی علوم کی خدمت کا جو کام لیا ہے اس میں درحقیقت اس زمانے میں آپ کا کوئی ہم پلہ وہم پایہ نظر نہیں آتا۔

علوم قراءات میں آپ کی تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ علماء وقراء سابقہ تمام کتابوں کو خیر باد کہہ کر صرف آپ ہی کی تصنیف کردہ کتابوں کے دلدادہ بن گئے، مشرق ومغرب کیا، پوری دنیا میں اس وقت آپ کا طوطی بولتا تھا۔

آپ کی لکھی ہوئی تمام تصانیف مقبول عام وخاص ہوئیں حتی کہ برصغیر پاک وہند میں بھی مکتبات عامہ وخاصہ آپ کی تصانیف کے قلمی ومطبوعہ نسخوں سے بھرے ہوئے ہیں۔(ملاحظہ کیجئے الفهرس الشامل، قسم المصاحف والقراء ات والتفسير)

آپ کا علمی سرمایہ:

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے ،اس وقت بھی علم قراءت کی سند دنیا کے بیشتر ممالک میں علامہ ابن الجزریؒ سے ہوتی ہوئی امام دانیؒ تک پہنچتی ہے،اور پھر ان کے اساتذہ سے ہوتی ہوئی صحابہ کرام اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا ملتی ہے۔

مشہور تصانیف:

قرآنیات اور دیگر موضوعات پر آپ کی لکھی ہوئی متعدد تصانیف ہیں جو 170 کے قریب ہیں۔(ملاحظہ کیجئے معجم مؤلفات الحافظ أبي عمرو الداني ،مؤلفہ ڈاکٹر عبدالهادی حمیتو)

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

علم قراءات میں آپ کی شہرۂ آفاق کتاب ''التيسير في القراء ات السبع '' اور ''جامع البيان في۔

القراء ات السبع ''وغیرہ ہیں۔اور توجیہ القراءات میں'' الموضح لمذاهب القراء واختلافهم في الفتح والإمالة ''مشہور ترین کتاب ہے جو میری تحقیق کے ساتھ مدینہ منورہ سے دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

علم الوقف والابتداء میں''المكتفى في الوقف والابتداء'' ، ''الوقف على ''كلا''و''بلى''و''نعم'' اور وقف حمزة وهشام على الهمز ہیں۔

عدُّ الآي اور علم الفواصل میں''البيان في عدِّ آي القرآن'' آپ کی ایک منفرد تصنیف ہے۔

تجوید میں ’’التحديدفي الاتقان والتجويد ‘‘اور’’شرح القصيدة الخاقانية ‘‘قابل ذکر ہیں۔

علم الرسم میں’’المقنع في معرفة مرسوم مصاحف أهل الأمصار ‘‘،’’مذاهب القراء في الوقف على مرسوم الخط ‘‘،’’الاقتصاد في رسم المصحف ‘‘اور مختصر مرسوم المصحف ہیں۔

علم الضبط میں’’المحكم في نقط المصاحف ‘‘اور’’التنبيه على النقط والشكل‘‘ آپ کی بنیادی کتابیں ہیں۔

طبقات القراء میں آپ کی مشہور کتاب کا نام ہے’’ طبقات القراء والمقرئين من الصحابة والتابعين ومَن تلاهم في سائر الأمصار من الخالفين‘‘ ۔ جس سے امام ذہبیؒ نے معرفة القراء اور محقق الفن امام ابن الجزری نے غاية النهاية میں بھرپور استفادہ کیا ہے،ان کے علاوہ تفسیر، حدیث،عقیدہ اور لغت پر بھی آپ کی متعدد تالیفات وتصنیفات ہیں۔

المقنع کا مختصر تعارف:

’’المقنع‘‘ رسم عثمانی میں وہ شہرۂ آفاق کتاب ہے جس پر بہت سے علماء نے مختلف انداز میں علمی کام کیا ہے۔(ملاحظہ ہو الفهرس الشامل ، قسم المصاحف والرسم،ص473۔475)

ان میں سب سے زیادہ مشہور کام وہ ہے جو امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ(ت:590ھ) نے’’عقيلة أتراب القصائد ‘‘تصنیف کر کے انجام دیا ہے،جس میں انہوں نے’’المقنع ‘‘کو اشعار کا جامہ پہنا کر اس کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔’’المقنع ‘‘ کے پوری دنیا میں تقریباً پچاس کے قریب قلمی نسخے ہیں جو مختلف سرکاری وغیر سرکاری کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔(الفهر س الشامل ۔ قسم المصاحف والرسم۔ص475-473)

’’المقنع ‘‘کے متعدد ایڈیشن اب تک آ چکے ہیں،سب سے پہلے’’المقنع‘ ‘کو ایک جرمن

مستشرق نے 1932ء میں ایڈٹ کر کے چھاپا، تازہ اور مشہور ایڈیشن وہ ہے جو ریاض (سعودی عرب) کے مکتبہ التدمریہ نے نورة بنت الحمید کی تحقیق کے ساتھ چھاپا ہے۔

''المقنع'' کے منہج کا عمومی خاکہ:

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآنی کلمات کا رسم دو قسم پر ہے، ایک قیاسی، دوسرا اصطلاحی۔ قیاسی کا مطلب ہے کہ وہ قرآنی کلمات جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قیاس اور اصل قاعدے کے مطابق لکھا ہے، اصطلاحی رسم کا مطلب ہے کہ وہ قرآنی کلمات جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قیاس اور اصل قاعدے کے مطابق نہیں بلکہ اس کے برعکس ان کلمات کے لیے ایسا مخصوص رسم تجویز کیا ہے جسے رسم اصطلاحی کہا جاتا ہے۔ جیسے ﴿نبــــؤا﴾ مخصوص مقامات میں ہمزہ واؤ کی شکل میں اور پھر واؤ کے بعد ایک الف زائد بھی ہے، یہ صرف سورۃ ابراہیم (9)، التغابن (9) اور سورہ ص (21، 67) میں ہے۔ یہ مذکورہ کلمات رسم اصطلاحی کی مثالیں ہیں، ان کے علاوہ باقی مقامات میں ﴿نبأ﴾ کا رسم قیاسی ہوگا یعنی ہمزے کو الف پر لکھا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی الف زائد بھی نہیں ہوگا تو یہ رسم قیاسی ہے، وقس علی هذا۔

چونکہ ''المقنع'' ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے، اس لیے امام دانیؒ نے اس کتاب میں قرآنی کلمات کا رسم بیان کرنے کے لیے ایک منفرد طریقہ اپنایا ہے وہ یہ کہ اس کتاب میں زیادہ تر توجہ ان قرآنی کلمات کے رسم پر دی گئی ہے جن کا رسم قیاسی نہیں بلکہ اصطلاحی ہے، کیونکہ اصطلاحی رسم کا بیان کرنا ہر حال میں ضروری ہے، اس کا حکم سکوت سے ہر گز لیا نہیں جا سکتا۔

البتہ وہ قرآنی کلمات جن کا رسم قیاسی اور قاعدے کے مطابق ہے ان کو مفصل طور پر بیان کرنے کی ضرورت اس لیے بھی محسوس نہیں کی گئی کیونکہ یہ وہ کلمات ہیں جو متعارف قواعد رسم کے مطابق ہی لکھے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود کچھ چیزیں ایسی ہیں جو قواعد کلیہ اور اصولی مباحث کی شکل میں آ گئی ہیں جیسا کہ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، اسی سے ملتا جلتا انداز امام ابو العباس احمد بن عمار المهدوي (ت:440ھ) نے اپنی کتاب ''هجاء المصاحف'' میں اختیار کیا ہے۔

امام ابن نجاحؒ کی مختصر التبیین اور امام محمد غوث ھندی آرکاٹی کی نثر المرجان یہ دونوں کتابیں امام دانیؒ کی کتاب ''المقنع '' سے کئی گنا بڑی ہیں اس لئے کہ ان دونوں حضرات نے شروع قرآن سے لے کر آخر تک تمام قرآنی سورتوں میں ہر ہر کلمے کو بار ہا تفصیل سے بیان کیا ہے قطع نظر اس کے کہ ان کلمات کا رسم قیاسی ہے یا اصطلاحی، اس طرح مکرر کلمات قرآنیہ کا حکم بار بار دہرایا گیا کہیں تفصیلاً تو کہیں اجمالاً۔

امام ابن نجاحؒ نے بھی اپنی کتاب ''مختصر التبیین ''میں امام دانی کی مرویات کو بنیاد بنایا ہے۔ چنانچہ سورۃ الانعام میں اس بات کی تصریح موجود ہے۔(ملاحظہ ہو مختصر التبیین 276/2،491/3)

المقنع اور مختصر التبیین کے مناہج میں بنیادی فرق یہ ہے کہ امام دانیؒ نے رسم اصطلاحی کی تفصیلات بیان کرنے پر زیادہ توجہ دی ہے، اور دیگر قرآنی کلمات کا حکم بیان کرنے میں خاموشی اختیار کی ہے، جس میں یہ بتانا مقصد ہے کہ ان میں مسکوت عنہ قرآنی کلمات کا حکم رسم اصطلاحی نہیں بلکہ رسم قیاسی ہے، اور قیاسی رسم وہی ہے جسے اصل قاعدے کے مطابق اثبات الف کے ساتھ ہی لکھا جائے گا۔

امام دانیؒ نے ایسے قیاسی مذاہب کو المقنع میں اختیار بھی کیا ہے۔(المقنع ص 276,280)

امام ابن نجاحؒ کے منہج کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے رسم اصطلاحی اور رسم قیاسی ہر دو کی تفصیلات مہیا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور انہوں نے ایک طرح کے قرآنی کلمات میں اکثر و بیشتر ایک ہی طرح کے حکم کو ترجیح دینے کی کوشش کی ہے تا کہ اختلافی مسائل رسم کم سے کم ہوں اور طلبہ کو مسائل رسم یاد کرنے میں بھی سہولت ہو۔

مذکورہ منہج میں انہوں نے تین چیزوں سے راہنمائی حاصل کی ہے:

۱۔ اپنے اساتذہ کی مرویات سے۔

۲۔ صحیح ترین قلمی مصاحف کی مرئیات سے۔

۳۔ ایک جیسے قرآنی کلمات میں اجتہاد و قیاس سے۔

اس اجتہادی اور قیاسی حکم کی واضح مثال وہ ہے جو انہوں نے سورہ غافر کی آیت نمبر 56 میں

لفظ ﴿بِبَـٰلِغِيهِ﴾ میں ذکر کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''و ﴿بِبَـٰلِغِيهِ﴾ بغیر ألف......ولم یذکرہ'' (مختصر التبیین 1077/4)

جس کا اردو میں مفہوم یہ ہے کہ اس کلمہ لفظ ﴿بِبَـٰلِغِيهِ﴾ کو حذف الف کے ساتھ لکھا گیا ہے، امام عطا نے اسے اسی طرح لکھا ہے، امام نافع مدنی سے بھی ہمیں ایک روایت (امام دانی کی وساطت سے) پہنچی ہے جس میں انہوں نے صرف سورہ مائدہ کی آیت نمبر 45 کے لفظ ﴿بَـٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾ میں حذف الف کا حکم نقل فرمایا ہے، امام ابن نجاح فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ امام نافع نے سورہ مائدہ کے لفظ مذکور کو محض مثال کے طور پر ذکر کیا ہے اصل میں ان کی مراد میری رائے میں ایسے تمام الفاظ ہیں، مائدہ میں ہوں یا غافر میں یا کسی اور جگہ۔ یہی وجہ ہے کہ امام نافع نے سورہ غافر میں اس حکم کو نہیں دہرایا۔ (جس کا مطلب ہے کہ غافر میں بھی حکم حذف الف ہی ہے، سورہ مائدہ کی طرح)۔

اس طرح رسم عثمانی کے بنیادی طور پر بڑے مدرسے صرف دو ہی ٹھہرے، ایک امام دانیؒ کا اور دوسرا ان کے شاگرد امام ابن نجاحؒ کا، یہ دونوں اپنے اپنے وقت کے بڑے اور مسلمہ امام ہیں۔ چنانچہ امام دانیؒ کے مذہب اور سکول آف تھاٹ کی کوکھ سے ایک تیسرے مدرسے اور مذہب نے جنم لیا وہ ہے امام شاطبیؒ کا مدرسہ، ان دونوں دانیؒ اور شاطبیؒ میں اختلاف انتہائی معمولی نوعیت کا ہے جس کی تفصیل آپ اسلام آباد سے شائع ہونے والے میرے عربی مضمون: ''رسم المصحفين الليبي و الهندي الباكستاني'' اور مدینہ منورہ سے شائع ہونے والے میرے عربی مضمون ''رسم مصحف مطبعة تاج دراسة نقدية مقارنة'' میں دیکھ سکتے ہیں۔

بالکل اسی طرح امام ابن نجاحؒ کے مذہب اور سکول آف تھاٹ کی کوکھ (پیٹ) سے ایک چوتھے مدرسے اور مذہب نے جنم لیا جس کی وجہ امام ابوالحسن البلنسی (وفات بعد: 567ھ) کی وہ مرویات و مرئیات ہیں جن کی بناء پر انہوں نے امام ابوداؤد سے بعض مسائل رسم میں اختلاف کرتے ہوئے ایک نئے منہج اور مکتب فکر کی بنیاد ڈالی جسے مدرسۃ المغاربۃ کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

میں نے کویت سے شائع ہونے والے اپنے عربی مضمون: ''مدارس الرسم العثمانی

وأثرها في المصاحف المطبوعة ''میں ان چاروں مناہج اور مدارس الرسم کے لیے جو علمی نام تجویز کیے ہیں وہ یہ ہیں:

ا۔ ''مدرسة الامام أبي عمرو الداني الأثرية''

یہ وہ مدرسہ ہے جو امام دانیؒ کے روایتی سکول آف تھاٹ کی نمائندگی کرتا ہے۔

2- ''مدرسة الامام أبي عمرو الداني المطورة''

یہ امام دانیؒ ہی کے مدرسے کی ترمیم شدہ شکل ہے جس میں چند مخصوص قرآنی کلمات میں امام شاطبی اور دیگر ائمہ رسم کے اقوال وترجیحات کو اپنایا گیا ہے۔

3- ''مدرسة الامام أبي داود الأثرية''

یہ وہ مدرسہ ہے جو امام ابن نجاحؒ کے روایتی سکول آف تھاٹ کی نمائندگی کرتا ہے جسے مشارقہ نے اپنایا ہے، اسی لیے اسے مدرسة المشارقة کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

4- ''مدرسة الامام أبي داود المحرّرة''

یہ امام ابن نجاح کے مدرسے کی مغربی شاخ ہے جس میں چند مخصوص قرآنی کلمات میں امام ابوالحسن بلنسی اور دیگر ائمہ رسم کی تحقیقات وترجیحات پر عمل کرنے کو ترجیح دی گئی ہے، بعض کتابوں میں اسے مدرسة المغاربة کا نام بھی دیا گیا ہے۔

مدارس اربعہ کے مطابق مطبوعہ مصاحف:

1- امام دانیؒ کے روایتی مدرسہ کے مطابق لیبیا میں روایت قالون میں عرصہ دراز سے مصاحف اور قرآن پاک چھپ رہے ہیں۔

2- دوسرے مدرسے (دانی وشاطبی) کے مطابق برصغیر پاک وہند میں روایت حفص میں صدیوں سے مصاحف اور قرآن پاک چھپ رہے ہیں۔

امام دانیؒ کے مندرجہ بالا دونوں مدرسوں میں تقریباً (330) قرآنی کلمات میں اختلاف

پایا جاتا ہے، جنہیں میں نے تفصیل کے ساتھ اپنے عربی مضمون: ''رسم المصحفين :الليبي والهندي الباكستاني ''میں بیان کردیا ہے جو کہ اسلام آباد کے ''مجلة الدراسات الاسلامية''میں شائع ہو چکا ہے۔

3- امام ابن نجاحؒ کے روایتی اور مشرقی مدرسے کے مطابق بیشتر عرب ممالک میں عرصہ دراز سے روایت حفص میں مصاحف اور قرآن پاک چھپ رہے ہیں جن میں مصر، سعودی عرب، عراق اور شام کے ممالک قابل ذکر ہیں۔

4-امام ابن نجاحؒ کے تحقیقی اور مغربی مدرسے کے مطابق مراکش ، جزائر، تیونس اور بعض دیگر افریقی ممالک میں روایت ورش میں مصاحف اور قرآن پاک صدیوں سے چھپتے چلے آرہے ہیں۔

امام ابن نجاحؒ کے مندرجہ بالا دونوں مشرقی و مغربی مدرسوں میں تقریباً 220 قرآنی کلمات میں اختلاف پایا جاتا ہے جنہیں میں نے تفصیل کے ساتھ اپنے عربی مضمون: ''ظواهر الرسم المختلف فيها بين مصاحف المشارقة و مصاحف المغاربة المعاصرة''میں بیان کردیا ہے جو سعودی عرب کے ''مجلة تبيان للدراسات القرآنية ''کے شمارہ 19 میں شائع ہو چکا ہے، اور انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

رسم عثمانی کے ان مناھج و مدارس اربعہ (سکول آف تھاٹ) کو ائمہ رسم نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ ان کی بھرپور تائید کی ہے۔

امام خرّازؒ (ت:718ھ) کے مندرجہ ذیل شعر کی شرح میں علامہ ابن آجطّا (ت:750ھ) فرماتے ہیں:

....	وفي العظام عنهما في المؤمنين
وغير أول بتنزيل أتين	كلا والأعناب بغير الأولين
لكن عظامه له بالألف	وكل ذلك بحذف المنصف

''فخرج من هذا أن ......عن أئمتهم'' (التبیان ص293-291) جس کا مفہوم اردو میں یہ ہے کہ:

''تو اِس سے پتہ چلا کہ لفظ ﴿ العظام ﴾ اور لفظ ﴿ أعناب ﴾ ان ائمہ رسم: امام دانی، امام ابوداود اور (منصف) کے مصنف امام ابوالحسن البلنسی (وفات بعد: 567ھ) کے نزدیک ان کے مذاہب اور ان کی بیان کردہ اُن روایات کے مطابق ہیں جو انہوں نے اپنے شیوخ یا پھر عثمانی مصاحف سے نقل کی ہیں ، ان کے مذاہب اور روایات کے مطابق ان دونوں مذکورہ لفظوں ﴿العظام ﴾ اور ﴿أعناب ﴾ میں الف کے حذف و اثبات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور پھر انہوں نے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ امام بلنسی اِن دونوں لفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ امام دانیؒ ان مذکورہ لفظوں میں اثبات الف کے قائل ہیں ماسوائے اُن دو لفظوں کے جو سورہ مؤمنون (آیت/14) میں واقع ہوئے ہیں، امام دانیؒ نے صرف اس لفظ ﴿العظام﴾ سے الف حذف کیا ہے جو مذکورہ آیت میں دو مرتبہ آیا ہے، جبکہ امام ابوداوٗد اِن دو لفظوں ﴿العظام﴾ اور ﴿أعناب﴾ کے تمام مواقع میں حذف الف کے قائل ہیں، ماسوائے چار کلمات کے، دو ﴿العظام﴾ اور دو ﴿أعناب﴾ پہلے والے ہیں۔ (التبیان في شرح مورد الظمآن۔ شرح البیت 123-121)

امام ابن آجطّا صنہاجی نے اپنی اس تحریر میں ان تمام علماء رسم اور ان کے مذاہب رسم کو ان کی بیان کردہ ان روایات کی روشنی میں جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے روایت کی ہیں یا پھر کچھ قلمی اور قدیم مصاحف سے لی ہیں ان تمام مرویات و مرئیات کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے مذکورہ کلمات میں مختلف مذاہب حذف و اثبات کو نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ انہیں صحیح اور مستند بھی تسلیم کیا ہے۔

باب اول

ان قرآنی کلمات کا بیان جن میں اثبات الف کی تصریح خود امام دانیؒ نے فرمائی ہے

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المقنع میں سات قواعد کلیہ مخصوص اوزان اور صیغوں کی شکل میں ذکر کئے ہیں جن میں عموماً الف ثابت ہے اور قرآن پاک میں ان اوزان کے وزن پر آنے والے کلمات کی تعداد تقریباً 2500 کے قریب ہے، ان میں سے صرف چند کلمات مستثنیٰ ہیں، ان میں سے کچھ کا استثناء اتفاقی ہے اور کچھ کا اختلافی جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ (ملاحظہ ہو المقنع۔ ص:359-362)۔

یہ قواعد کلیہ اور مخصوص اوزان یہ ہیں:

1۔فَعَال:

وہ کلمات جو قرآن پاک میں (فَعَـال) کے وزن پر آئے ہیں۔ان میں الف ہمیشہ ثابت ہوگا، اوران کی مجموعی تعداد تقریباً 760 ان میں سے 740 بکثرت آنے والے کلمات ہیں:

جیسے: ﴿بَيَاتٌ﴾[الأعراف : 4، وغيرها] ، ﴿جَوَابَ﴾[الأعراف:82، وغيرها] ﴿الْحَرَامِ﴾ [البقرة: 144، وغيرها] ﴿خَلٰقٍ﴾ [البقرة: 102، وغيرها]﴿ الطَّلٰقَ ﴾ [البقرة: 227، وغيرها] ﴿ وَالسَّحَابِ﴾ [البقرة: 164، وغيرها]﴿ سَرَابًا﴾ [النبأ: 20، وغيرها]۔

﴿شَرَابٌ﴾ [الأنعام: 70، وغيرها] ﴿الْغَمَامَ﴾ [البقرة: 57، وغيرها]﴿ كَلٰم﴾ [البقرة: 75، وغيرها] ﴿مَتٰع﴾ [الرعد: 17، وغيرها]

ایک ایک دفعہ آنے والے کلمات تقریباً 20 ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

﴿وَأَذَانٌ﴾[التوبة : 3] ﴿أَثَامًا ﴾[الفرقان: 68]﴿أَمَامَهُ ﴾[القيامة: 5]﴿لِلْأَنَامِ ﴾[الرحمن: 10] ﴿تَمَامًا ﴾[الأنعام: 154]﴿الْجَلَآءَ ﴾ [الحشر: 3]﴿جَمَالٌ﴾ [النحل: 6] ﴿وَحَنَانًا ﴾ [مريم: 13] ﴿خَرَابِهَا﴾[البقرة :

114]﴿فَخَرَاجُ﴾[المؤمنون: 72]﴿ذَهَابٍ﴾[المؤمنون:18]﴿كَرَمَادٍ﴾[ابراهيم: 18]﴿وَرَوَاحُهَا﴾[سبأ: 12]﴿صَوَابًا﴾[النبأ: 38]﴿غَرَامًا﴾[الفرقان: 65]﴿كَالْفَرَاشِ﴾[القارعة:4]﴿فَوَاقٍ﴾[ص: 15]﴿وَقَارًا﴾[نوح: 13]۔

اس قاعدے سے مندرجہ ذیل کلمات مستثنیٰ ہیں:

۱۔ لام کے بعد واقع ہونے والا الف، مثال،﴿البلغ﴾اور﴿سلٰم﴾ وغیرہ۔

۲۔ دو لام کے درمیان واقع ہونے والا الف، مثال﴿الجلٰل﴾،﴿حلٰل﴾ اور﴿خلٰل﴾ غیرہ۔

۳۔ سورہ انبیاء کی آیت نمبر 95 میں﴿حرٰم﴾ میں راء کے بعد واقع ہونے والا الف۔(ملاحظہ کیجیے المقنع193,230،مختصر التبیین 2/98،866)

2۔فِعَال:

وہ کلمات جو قرآن پاک میں (فِعَال) کے وزن پر آئے ہیں ان میں الف ثابت ہے، ایسے کلمات کی مجموعی تعداد تقریباً 946 ہے، 920 کلمات ان میں سے بکثرت آنے والے ہیں جیسے:

﴿اِناثًا﴾[الاسراء:40،وغیرها]﴿اِلٰهٌ﴾[البقرة:163]﴿الْبِلَادِ﴾[آل عمران:196، وغیرها]﴿ثِيَابٌ﴾[الحج: 19، وغیرها]﴿جِدَارًا﴾[الكهف:77وغیرها]﴿جِدَالَ﴾[البقرة : 197وغیرها]﴿وَجِهَادٍ﴾[التوبة:24،وغیرها]﴿حِجَابٌ﴾[الأعراف: 46،وغیرها]﴿حساب﴾[الزمر:10، وغیرها]﴿خلل﴾[ابراهيم: 31،وغیرها]﴿خلاف﴾[المائده:33، وغیرها]﴿الديار﴾[الاسراء:5، وغیرها] خواہ کسی شکل میں ہو﴿وسراجا﴾[الأحزاب:46، وغیرها]﴿شهاب﴾[الحجر:18،وغیرها]﴿صراط﴾[البقرة:142، وغیرها]﴿ظلل﴾[يس:56،وغیرها]﴿العباد﴾[يس:30،وغیرها]﴿عجاف﴾[يوسف:43، وغیرها]﴿العظام﴾[البقرة:259، وغیرها]﴿العقاب﴾[البقرة:196، وغیرها] خواہ کسی شکل

میں ہو﴿**فراشا**﴾[البقرة:22] ﴿**فصالا**﴾[البقرة:233، وغيرها]﴿**قِيَامًا**﴾[آل عمران:191، وغيرها] خواہ کسی شکل میں ہو﴿**المهاد**﴾[البقرة:206،وغيرها]۔

ایک ایک مرتبہ آنے والے باقی کلمات کی تعداد 26 ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

﴿**وامائكم**﴾[النور:32] ﴿**وبدارا**﴾[النساء:6] ﴿**بساطا**﴾ [نوح: 19] ﴿**جباههم**﴾[التوبة:35] ﴿**جهارا**﴾[نوح:8]﴿**ختمه**﴾[المطففين:26] ﴿**خفافا**﴾[التوبة:41] ﴿**الخياط**﴾ [الأعراف:40]﴿**الخيام**﴾[الرحمن:72] ﴿ **كالدهان** ﴾[الرحمن:37] ﴿**رباط**﴾[الأنفال:60]﴿**الرعاء**﴾ [القصص: 23] ﴿**ركاب**﴾[الحشر:6] ﴿ **ورماحكم** ﴾ [المائده: 94] ﴿**فرهن**﴾ [البقرة: 283] ﴿**ضعفا**﴾ [النساء: 9] ﴿ **العماد**﴾[الفجر:7] ﴿**غلاظ**﴾ [التحريم:6] ﴿**كفاتا**﴾[المرسلات:25] ﴿**لواذا**﴾[النور:63] ﴿**المحال**﴾[الرعد:13] ﴿**مدادا**﴾[الكهف:109] ﴿**مراء**﴾[الكهف: 22] ﴿**نعاجه**﴾[ص:24]۔

اس قاعدے مندرجہ ذیل کلمات مستثنیٰ ہیں:

۱۔ **صرف سورۃ النساء کی آیت نمبر 117 میں آنے والا لفظ﴿الا انثًا﴾**۔(ملاحظہ کیجئے المقنع ص510، مختصر التبيين 419/2)

۲۔ **لام کے بعد واقع ہونے والا الف، مثال﴿الٰه﴾،﴿خلٰل﴾،﴿ظلٰل﴾وغیرہ**۔(ملاحظہ ہو المقنع ص 233-230، مختصر التبيين 98/2)

۳۔ ﴿**فَرِهٰنٌ**﴾[البقرة ٣٨٢] **میں ھاء کے بعد آنے والا الف**۔(ملاحظہ ہو المقنع ص176، مختصر التبيين 322/2)

۴۔ ﴿**الرِّيٰح**﴾ **جو قرآن پاک میں دس مرتبہ آیا ہے، بعض میں اختلاف ہے**۔(ملاحظہ ہو المقنع، ص174،189،523،547-546)۔

۵۔ صرف سورہ فرقان کی آیت نمبر 61 میں لفظ ﴿فیھاسِراجًا﴾ میں راء کے بعد آنے والا الف۔ (المقنع197، 550، مختصر التبیین4/917-916)

٦۔ ﴿ضِعٰفا﴾ [النساء:9] میں عین کے بعد آنے والا الف۔ (المقنع ،ص179)

۷۔ صرف سورہ فجر کی آیت نمبر 29 میں ﴿فِي عِبٰدِي﴾ اتفاقاً اور سورہ زمر کی آیت نمبر 16 میں ﴿عباده﴾ میں باء کے بعد آنے والا الف اختلافاً۔ (المقنع ، ص:212،555)

۸۔ صرف سورہ مؤمنون کی آیت نمبر 14 میں ﴿عِظٰمًا فكسونا العِظٰمَ﴾ دونوں لفظ، ﴿عِظٰم﴾ میں ظاء کے بعد آنے والا الف۔ (المقنع،ص195)

۹۔ صرف سورہ لقمان کی آیت نمبر 14 میں ﴿وَفِصٰلُه﴾ میں صاد کے بعد آنے ولا الف۔ (المقنع)

۱۰۔ صرف سورہ مائدہ کی آیت نمبر 97 میں ﴿قِيٰمًا﴾ میں یاء کے بعد آنے والا الف۔ (المقنع،ص199)

۱۱۔ لفظ ﴿كِتٰب﴾ میں تاء کے بعد آنے والا الف مندرجہ ذیل چار آیتوں کے علاوہ: **الرعد** :38، **الحجر**:40، **الکھف**:27، **النمل**:1۔ (المقنع250، مختصر التبیین2/62-61)۔

3۔ فَاعِل:

وہ کلمات جو قرآن پاک میں (فَاعِل) کے وزن پر آئے ہیں ان میں الف ثابت ہوگا، ان کلمات کی مجموعی تعداد تقریباً 425 ہے اور بکثرت آنے والے کلمات کی تعداد تقریباً 370 ہے جن کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

﴿بَاخِعٌ﴾ [الكهف:6، وغيرها] ﴿بَاسِطٌ﴾ [الكهف:18، وغيرها] ﴿الْبَاطِلَ﴾ [محمد:3، وغيرها] ﴿بٰلِغ﴾ [المائدة: 95، وغيرها] ﴿جَاعِل﴾ [البقرة:30، و غيرها] ﴿حٰفِظا﴾ [يوسف:64، وغيرها] ﴿خَالِقُ﴾ [الأنعام:102، وغيرها] ﴿خَالِدٌ﴾ [محمد:15، وغيرها] جس حالت میں

بھی آئے ﴿سٰحِرٍ﴾[الأعراف:112،وغیرھا]﴿صَالِحٌ﴾[التوبة:120، وغیرھا]جس حالت میں بھی آئے﴿طائف﴾[القلم:19، وغیرھا] ﴿والظّٰھِرُ﴾[الحدید:3، وغیرھا]جس حالت میں بھی آئے﴿عَالِیَھَا﴾[ھود:82، وغیرھا] ﴿عَامِل﴾[الأنعام:135، وغیرھا] ﴿عَاصِم﴾[یونس:27، وغیرھا] ﴿علِم﴾ [الأنعام: 73، وغیرھا] ﴿بِغافِلٍ﴾[البقرة:74، وغیرھا] ﴿فٰلِقُ﴾ [الأنعام: 95،وغیرھا] ﴿بقٰدِر﴾[یس:81، وغیرھا] ﴿کَاتِبٌ﴾[البقرة:282، وغیرھا] ﴿کَاذِبٌ﴾[ھود:93، وغیرھا] ﴿الکافر﴾[الفرقان:55، وغیرھا] ﴿ملِكِ﴾[الفاتحة:4، وغیرھا] ﴿بِھٰدِی﴾[النمل:81، وغیرھا] ﴿وَاحِدٍ﴾[البقرة:61، وغیرھا]﴿وَالِدٌ﴾[لقمان:33]۔

ان میں سے 52 کلمات ایسے ہیں جو صرف ایک ایک مرتبہ آئے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

﴿ءَ اسِنٍ﴾[محمد:15]﴿ءَ انِفًا﴾[محمد:16]﴿بَاقٍ﴾[النحل:96]﴿تَارِكٌ﴾ [ھود:12] ﴿ثَابِتٌ﴾ [ابراھیم: 24] ﴿ثَاوِیًا﴾[القصص:45] ﴿الْجَاھِلُ﴾ [البقرة: 273] ﴿حَاجِزًا﴾[النمل:61] ﴿خَادِعُھُمْ﴾ [النساء:142] ﴿خٰشِعًا﴾ [الحشر:21] ﴿دَافِقٍ﴾[الطارق:6] ﴿دَانٍ﴾[الرحمن:54] ﴿دَائِمٌ﴾ [الرعد:35] ﴿ذَاھِبٌ﴾ [الصافات:99] ﴿أَرَاغِبٌ﴾[مریم:46] ﴿رَاقٍ﴾[القیامة:27] ﴿رَاکِعًا﴾[ص:24] ﴿زَاھِقٌ﴾[الأنبیاء:18] ﴿سَاجِدًا﴾[الزمر:9] ﴿وَسَارِبٌ﴾[الرعد:10] ﴿وَالسَّارِقُ﴾[المائدة:38] ﴿سَاقِطًا﴾[الطور:44]﴿سَاکِنًا﴾ [الفرقان:45] ﴿سٰمِرًا﴾ [المؤمنون:67] ﴿صَالٍ﴾[الصافات:163]﴿ضَاحِکًا﴾ [النمل:19] ﴿بِضَارِّھِمْ﴾ [المجادلة:10] ﴿ضَالًّا﴾[الضحیٰ:7]﴿وَضَائِقٌ﴾[ھود:12]﴿طَاعِمٍ﴾ [الأنعام: 145]﴿الطَّالِبُ﴾[الحج:73] ﴿عَابِدٌ﴾[الکافرون:4] ﴿غَافِرٌ﴾

﴿ فٰرِغًا ﴾[البقرۃ:68] ﴿ فَارِضٌ ﴾[نوح:27] ﴿ فَاجِرًا ﴾[غافر:3]
﴿ فَانٍ ﴾[البقرۃ:69] ﴿ فَاقِعٌ ﴾[الکھف:23] ﴿ فَاعِلٌ ﴾[القصص:10]
﴿ قَاصِفًا ﴾[التوبۃ:42] ﴿ قَاصِدًا ﴾[غافر:3] ﴿ وَقَابِلِ ﴾[الرحمن:26]
﴿ كَادِحٌ ﴾[الحج:26] ﴿ الْقَانِعُ ﴾[یونس:12] ﴿ قَاعِدًا ﴾[الاسراء:69]
﴿ نَادِيُكُمْ ﴾[الرحمن:15] ﴿ مَارِجٍ ﴾[الزمر:36] ﴿ بِكَافٍ ﴾[الانشقاق:6]
[البقرۃ:233] ﴿ الْوَارِثِ ﴾[الأعراف:68] ﴿ نَاصِحٌ ﴾[العنکبوت:29]
﴿ وَاصِبًا ﴾[النحل:52] ﴿ يَابِسٍ ﴾ [الأنعام:59]۔

اس قاعدے سے مندرجہ ذیل 19 کلمات مستثنیٰ ہیں:

۱--۳۔الفاظ ﴿ صٰلِح ﴾ (پیغمبر کا نام)، ﴿ خٰلِد ﴾، ﴿ مٰلِك ﴾ جہاں کہیں بھی آئیں۔ (المقنع 259)

۴۔ لفظ ﴿ بٰطِل ﴾ صرف سورہ اعراف 139، سورہ ھود 16 میں۔ (المقنع 187-184)

۵۔ لفظ ﴿ كاتب ﴾ سورہ بقرہ میں حذف اختلافی ہے، گو راجح اثبات ہے۔(المقنع 271)

۶۔ لفظ ﴿ طٰئِر ﴾ سورہ یسین کے علاوہ۔(المقنع 183)

۷۔ لفظ ﴿ بٰلِغ الكعبة ﴾ صرف سورہ مائدہ میں۔ (المقنع 181)

۸......۹۔ لفظ ﴿ جٰعِل الليل ﴾ اور ﴿ فٰلِق الحب ﴾ دونوں سورہ انعام میں۔(المقنع 541)

۱۰۔ لفظ ﴿ عٰلِم الغيب ﴾ صرف سورہ سبا میں۔ (المقنع 527)

۱۱۔ لفظ ﴿ كٰذِب ﴾ صرف سورہ زمر میں۔(المقنع 204)

۱۲۔ لفظ ﴿ الكُفّٰر ﴾ سورہ رعد کے آخر میں کیونکہ اس میں دوسری قراءت ﴿ الكافر ﴾ ہے۔(المقنع 189)

۱۳۔ لفظ ﴿ طٰئِف ﴾ صرف سورہ اعراف میں۔(المقنع 185)

۱۴۔ لفظ ﴿ سٰحِر ﴾ نکرہ جہاں کہیں بھی آئے سوائے سورہ الذاریات 52 کے۔(المقنع 252)

۱۵۔ لفظ ﴿ سٰمِرا ﴾ سورہ مؤمنون میں۔(المقنع 195)

۱۶۔ لفظ ﴿هٰدِي﴾ صرف سورہ نمل اور سورہ روم میں۔(المقنع310،369،551)

۱۷۔ لفظ ﴿قٰدر﴾ صرف سورہ یسین اور سورہ احقاف میں۔(المقنع203،206)

۱۸۔ لفظ ﴿فٰرِغًا﴾ سورہ قصص میں۔(المقنع198)

۱۹۔ لفظ ﴿علٰیہم﴾ سورہ الدھر میں۔(المقنع209)

ملاحظہ: مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو امام رجراجی کی **تنبیہ العطشان** ص:542، شعر نمبر 254 کی شرح جو انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

4۔ فُعْلَان :

وہ کلمات جو قرآن پاک میں (فُعْلَان) کے وزن پر آئے ہیں ان میں الف ثابت ہوگا، ان کلمات کی مجموعی تعداد تقریباً 200 ہے۔ ان میں سے بیشتر کلمات ایسے ہیں جو ایک سے زیادہ مرتبہ قرآن پاک میں آئے ہیں، ان کی مثالیں یہ ہیں:

﴿بُرْهَانٌ﴾[النساء:174، وغیرھا] ﴿بُنْيَانٌ﴾[الصف:4، وغیرھا] ﴿بُهْتَانٌ﴾ [النور: 16،وغیرھا] ﴿الخسران﴾[الزمر:15،وغیرھا] ﴿الذكران﴾ [الشعراء: 165، وغیرھا] ﴿ورهبانا﴾ [المائدة:82، وغیرھا] ﴿وَسُبْحَان﴾ [یوسف: 108، وغیرھا] ﴿سُلْطَن﴾[الأعراف:71،وغیرھا] ﴿عُدْوَانَ﴾ [البقرة: 193] ﴿طُغْيٰنِهِمْ﴾[المؤمنون:75، وغیرھا] ﴿الطُّوْفَانَ﴾ [الأعراف: 133،وغیرھا] ﴿وَالْفُرْقَان﴾[البقرة:53، وغیرھا]﴿الْقُرْءَ ان﴾ [المائدة:101، وغیرھا]۔

صرف ایک کلمہ ایسا ہے جو قرآن پاک میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے وہ ہے: ﴿كُـفْـرَانَ﴾ [الأنبياء:94]۔

اس قاعدے سے مستثنیٰ مندرجہ ذیل تین کلمات ہیں:

۱۔ ﴿سُلْطٰن ﴾[الأعراف 71 وغیرھا] میں طاء کے بعد آنے والا الف مطلقاً قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی آئے۔(المقنع 237)۔

۲۔ ﴿سبحان ﴾[یوسف:108 وغیرھا] میں حاء کے بعد آنے والا الف جہاں کہیں بھی آئے سوائے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 93 کے کہ اس میں حذف واثبات میں مصاحف عثمانیہ کا اختلاف ہے۔(المقنع 226)۔

۳۔ ﴿ القرء ان ﴾[المائدہ: 101 وغیرھا] میں ھمزہ کے بعد آنے والا الف، صرف دو جگہ میں الف ثابت ہے: یوسف [2] اور الزخرف [3] میں۔ (المقنع 248)۔

5۔ فِعْلَان:

وہ کلمات جو قرآن پاک میں (فِعْلان) کے وزن پر آئے ہیں ان میں الف ثابت ہوگا۔ ان کلمات کی مجموعی تعداد تقریباً 18 ہے، ان میں سے بیشتر کلمات ایسے ہیں جو ایک سے زیادہ مرتبہ قرآن پاک میں آئے ہیں، ان کی مثالیں یہ ہیں:

﴿رِضْوَانٌ﴾[آل عمران: 162، وغیرھا]، ﴿صِنْوَانٌ﴾[الرعد: 4]، ﴿وَالْوِلْدَانِ﴾[النساء: 75، وغیرھا]۔

صرف دو کلمے ایسے ہیں جو قرآن پاک میں صرف ایک ایک مرتبہ آئے ہیں، وہ ہیں:

﴿تِبْيَانًا﴾[النحل: 89]، اور ﴿قِنْوَان﴾[الانعام: 99]۔

6۔ مِفْعَال :

اس وزن پر آنے والے کلمات کی تعداد تقریباً 66 ہے۔ ان میں سے بیشتر ایسے ہیں جو ایک سے زیادہ مرتبہ آئے ہیں۔ ان کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

﴿ مِثْقَالَ ﴾[النساء: 40، وغیرھا]، ﴿ الْمِحْرَابَ ﴾[آل عمران: 37، وغیرھا]، ﴿الْمِكْيَالَ ﴾[ھود: 84، وغیرھا]، ﴿مِيْثَاقَ ﴾[البقرۃ: 83، وغیرھا]،

﴿مِيرَاثُ ﴾[آل عمران: 180، وغيرها] ،﴿وَالْمِيزَانَ ﴾[الأنعام:153، وغيرها] ﴿الْمِيعَادَ﴾[آل عمران:9، وغيرها] ﴿مِيقَاتِ﴾[الواقعه :50، وغيرها]۔

صرف ایک کلمہ ایسا ہے جو قرآن پاک میں ایک مرتبہ آیا ہے وہ لفظ ﴿مِنْهَاجًا﴾[المائدہ:48]۔

اس قاعدے سے مستثنیٰ صرف سورہ انفال کی آیت نمبر 42 میں ﴿فِي الْمِيعْد﴾ ہے۔(المقنع 249)

ملاحظہ: مطبوعہ المقنع میں (مِفْعَال) کا وزن تو ذکر نہیں کیا گیا البتہ اس وزن پر آنے والے چند کلمات کو بطور مثال ضرور پیش کیا گیا ہے۔

ہاں البتہ امام جعبری اور علامہ الضباع رحمۃ اللہ علیہما نے اس وزن (مِفْعَال) کو بھی امام دانیؒ سے مروی اوزان سبعہ میں ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ھو الجمیلہ ص:512، سفیر العالمین 107/1)

7۔ آخر میں امام دانیؒ نے ایک ایسا قاعدہ کلیہ ذکر کیا ہے جو دیگر بہت سے کلمات کو بھی شامل ہے، فرماتے ہیں:

”وكذلك ماأشبهه مماألفه زائدة......حيث وقعن“

جس کا خلاصہ اردو میں یہ ہے کہ اسی طرح کچھ دیگر کلمات بھی ہیں جن میں الف ثابت ہے اور وہ ہیں:

ا۔ وہ کلمات جن میں محض کلمے کی بناوٹ کے لیے زائد الف لایا گیا ہو۔

۲۔ وہ کلمات جن میں آنے والا الف یاء سے بدلا ہوا ہو جیسے:

﴿جاء﴾،﴿حاق﴾،﴿ران﴾،﴿زاد﴾، ﴿زاغ﴾،﴿ساء﴾،﴿سالَتْ﴾، ﴿شاء﴾،﴿ضاق﴾،﴿طاب﴾،﴿كالوهم﴾،﴿اختار﴾، ﴿أضاعوا﴾، ﴿أزاغ﴾ وغیرہ۔

۳۔ وہ کلمات جن میں آنے والا الف واؤ سے بدلا ہوا ہو۔ جیسے:

﴿تاب﴾،﴿جابوا﴾،﴿خاف﴾،﴿خانوا﴾،﴿خاضوا﴾،﴿داموا﴾،

﴿ذاقت﴾، ﴿ذاقوا﴾، ﴿راغ﴾، ﴿طاف﴾، ﴿طال﴾، ﴿عاد﴾، ﴿فار﴾، ﴿فاز﴾، ﴿قال﴾، ﴿قام﴾، ﴿کان﴾، ﴿مات﴾، ﴿استکانوا﴾، ﴿استجاب﴾ اور ﴿أحاط﴾ وغیرہ۔

8۔ اسی طرح امام دانیؒ نے **المقنع** (ص:358) میں تقریباً آٹھ کلمات میں اور امام ابن نجاح نے **مختصر التبیین** (89/2) میں تقریباً نو کلمات میں اثبات الف کا حکم ذکر کیا ہے، ان کلمات کو امام رجراجی نے اپنی کتاب '' **تنبیہ العطشان** '' (ص:308) میں تین شعروں میں جمع کر دیا ہے اور وہ شعر یہ ہیں:

وَأَلِفُ السَّاعَةِ وَالْعِقَابِ وَأَلِفُ الْعَذَابِ وَالْحِسَابِ
وَأَلِفُ النَّهَارِ وَالْجَبَّار وَأَلِفُ الْبَيَانِ وَالْفُجَّار
وَأَلِفُ النَّارِ مَعَ الْأَنْصَارِ ثَبَتَ فِي الْخَطِّ لَدَى الْأَخْيَار

علامہ مارغنی نے بھی **دلیل الحیران** (ص:63) میں یہ اشعار قائل کا نام لیے بغیر ذکر کیے ہیں۔

باب دوم

ان قرآنی کلمات میں منہج حذف واثبات کی وضاحت جن میں امام دانی نے سکوت اور خاموشی اختیار فرمائی ہے

ایسے قرآنی کلمات جوسابقہ قواعد کلیہ اور مخصوص اوزان اور صیغوں کے ہم وزن نہیں ہیں جن کی تفصیل باب اول میں گزر چکی ہے، بلکہ وہ کلمات ان کے علاوہ ہیں، ایسے قرآنی کلمات میں حذف الف کا حکم بیان کرتے وقت امام دانیؒ نے مخصوص شرائط وقرائن کا ذکر کرنا ضروری سمجھا۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسے مخصوص قرآنی کلمات جومحدود قرآنی سورتوں میں آئے ہیں ان کے الفات تو امام دانی کے اقوال کے پیش نظر محذوف ہوں گے، البتہ بالکل ایسے ہی کچھ دیگر کلمات بھی ہیں جنہیں امام دانی نے ذکر نہیں کیا اور وہ مخصوص شرائط وقرائن پر بھی پورا نہیں اترتے ،تو ایسے کلمات کے بارے میں امام دانی کا موقف کیا ہوگا؟۔

ہم آئندہ صفحات میں امام دانی کے بیان کردہ منہج اورائمہ رسم کے اقوال کی روشنی میں اس سوال کا علمی جواب تلاش کرنے اوراس کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ **وباللہ التوفیق وبیدہ أزمة التحقیق**۔

☆ منہج دانی کا جائزہ ان کے اقوال کی روشنی میں:

کتاب''**المقنع**'' کا اندازِ بیان دیگر بڑی اور ضخیم کتابوں کے اندازِ بیان سے یکسر مختلف ہے، جیسا کہ اس کی کچھ تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے۔

امام دانیؒ نے **المقنع** میں مسائل واحکام رسم، قیاسی ہوں یا اصطلاحی، اس خوبصورت انداز سے بیان کیے ہیں کہ آپ دنگ رہ جائیں۔ کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن کو کسی بھی مرحلے پر کسی قسم کی تشنگی یا پریشانی وحیرانی کا احساس تک نہیں ہونے دیا۔

بلاشبہ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب کو تصنیف کرنے کا اہم مقصد بھی یہی تھا کہ جہاں اس کتاب سے قراءات کے طلبہ فیض یاب ہوں وہاں اس سے کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن بھی بہرہ

ورہوں۔خود امام دانی المقنع کے مقدمے میں اپنی کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں:

''هذا كتاب......وكاتبي المصاحف وغيرهم '' جس کا اردو میں مفہوم یہ ہے: کہ المقنع وہ کتاب ہے جس میں رسم اور علم مصاحف سے متعلقہ تمام مسائل واحکام ان شاءاللہ میں ضرور بیان کروں گا، وہ مسائل اتفاقی ہوں یا اختلافی، یہ وہ مسائل ہیں جنہیں میں نے اپنے اساتذہ کرام سے بذاتِ خود سنا ہے یا پھر ائمہ رسم سے بذریعہ روایت مجھ تک پہنچے ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

''آپ کو اس کتاب میں ان مسائل رسم کی وہ تفصیل وشرح ہرگز نہیں ملے گی جس کا تعلق رسم کی تعلیلات یا قراءات کی توجیہات سے ہو، تاکہ طلبہ اس مختصر کتاب کو بآسانی حفظ کرسکیں، اور کاتبان مصحف اور دیگر اہل علم بھی اس سے بھرپور استفادہ کریں''۔

اسی لیے امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب المقنع کے آخر میں اپنی دوسری کتاب بھی شامل کردی ہے جو کہ ضبط ونقط اور اعراب سے متعلق ہے، اس دوسری کتاب کا تعارف امام دانی کے الفاظ میں یہ ہے:

''لمَّا أتيت......وبالله التوفيق'' جس کا اردو میں مفہوم یہ ہے: کہ جب میں نے اپنی کتاب المقنع میں رسم کے مسائل واحکام تفصیل سے بیان کردیے تو مجھے خیال آیا کہ اس کتاب کے آخر میں مصاحف کے ضبط ونقط اور شکل سے متعلق کچھ اصولی مسائل واحکام کی بھی وضاحت آجانی چاہیے تاکہ کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن کو (ان دونوں کتابوں میں) وہ تمام معلومات یکجا میسر آجائیں جن کی انہیں کتابتِ مصحف کے لیے ضرورت محسوس ہوتی ہے، ان کا تعلق مسائلِ رسم سے ہو یا ضبط وشکل سے، اس طرح ان کاتبانِ مصحف کو ان دونوں کتابوں کے بعد کسی اور کتاب کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ وضاحت ان لوگوں کو خاموش کرنے کے لیے یقیناً کافی ہوگی جو یہ کہتے یا سمجھتے ہیں کہ المقنع رسم کی کتاب ضرور ہے مگر اس میں اتنا دم خم نہیں کہ یہ کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ

قرآن کی مکمل راہنمائی کر سکے، اس میں تو رسم کی چند روایات ہیں، منہج نام کی اس میں کوئی چیز نہیں۔ ان کے بقول اس میں ایسے قرآنی کلمات ہیں جن کا حکم تا حال مجہول ہے اور یہ اس وقت تک مجہول ہی رہے گا جب تک آپ علم الرسم کی دیگر ضخیم کتابوں کی طرف رجوع نہیں کر لیتے۔

افسوس ہے کہ ان لوگوں نے جلد بازی سے کام لیا، امام دانیؒ اور ان کے منہج کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ یہ لوگ اگر المقنع میں امام دانیؒ کے اندازِ بیان اور ان کے علمی منہج کا بغور جائزہ لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ امام دانیؒ نے تو یہ کتاب تصنیف ہی کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن کے لیے فرمائی تھی اور بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ ان کاتبانِ مصحف کے سامنے ایسے کلمات کا انبار چھوڑ جائیں جن کے بارے میں امام دانیؒ کے پاس نہ تو کوئی روایت ہے اور نہ ہی کوئی ٹھوس علمی موقف، ایسی حالت کو دیکھ کر یہ کتاب پڑھنے والا اس نتیجے تک بآسانی پہنچ سکتا ہے کہ یہ وہ کلمات ہیں جن کے طریقہ کتابت اور رسم کے بارے میں امام دانی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ ان کلمات کو کس طرح لکھا جائے؟ ان کے الفات محذوف ہوں گے یا ثابت؟۔ ان حضرات کے بقول اس تردد اور گومگو کی کیفیت کا خاتمہ اور ازالہ کرنے کے لیے امام دانیؒ کے پاس کسی قسم کی مرویات ہیں نہ مرئیات۔

اب اس گتھی کو سلجھانے کے لیے پہلے تو ہم خود امام دانیؒ کی کتاب المقنع کا بغور جائزہ لیں گے اور پھر مختلف ائمہ رسم کے اقوال سے یہ ثابت کریں گے کہ امام دانی کی خاموشی بھی ایک بامعنیٰ گفتگو ہے، کوئی بے معنیٰ خاموشی نہیں ہے۔ اس خاموشی اور سکوت کی مثال ہمیں مشہور محدث اور ''سنن أبی داود'' کے مصنف امام ابوداود السجستانی (ت:275ھ) کے منہج میں بھی ملتی ہے کہ انہوں نے بھی اپنی کتاب سنن ابی داود میں جن احادیث پر سکوت اختیار کیا ہے وہ احادیث اس قابل ہیں کہ انہیں بطور دلیل فقہی مسائل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ فقہاء اور محدثین کے ہاں یہ عبارت انتہائی مشہور ہے کہ ''سکت عنہ أبوداود''۔ بالکل اسی طرح امام دانیؒ کے سکوت اور خاموشی میں بھی ایک حکم پنہاں ہے جس پر عمل کرنا ان کے اقوال اور نصوص پر عمل کرنے کے مترادف ہے۔

ذیل میں کچھ دلائل (بطور مثال) امام دانیؒ کی کتاب المقنع سے پیش خدمت ہیں جن سے امام

دانیؒ کا منہجِ نص وسکوت سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی:

☆ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے (المقنع،ص:170) باب دوم کا عنوان کچھ اس طرح باندھا ہے:

'باب ذکر مارسم في المصاحف بالحذف والإثبات۔

اس عنوان میں دو چیزوں کا ذکر ہے:

ا۔ وہ کلمات جن کا الف مصاحف میں محذوف ہے۔

۲۔ وہ کلمات جن کا الف مصاحف میں محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے۔

مگر آپ حیران ہوں گے کہ اس باب میں آخر تک امام دانی نے جن کلمات کا اپنے اساتذہ یا مصاحف عثمانیہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے وہ سب کے سب ایسے کلمات ہیں جن کا تعلق حذف الف کے ساتھ ہے، اس طرح یہ باب ختم ہوجاتا ہے اور اس میں محذوف الالف کلمات کے سوا دوسرے کسی ثابت الالف کلمات کا ذکر نہیں ہے۔اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام دانی نے جو عنوان باندھا ہے اس میں دو چیزوں کا ذکر ہے، محذوف الالف کلمات کا ذکر تو آ گیا، مگر ثابت الالف کلمات کہاں ہیں؟۔بالکل یہی سوال امام مارغنی (ت:1349ھ) نے دلیل الحیران (ص:40) میں موردالظمآن کے شعر نمبر 44:

بَابُ اتِّفَاقِهِمْ وَالِاضْطِرَابِ فِي الْحَذْفِ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

کی شرح میں اٹھایا ہے۔

اور پھر خود ہی اس کا جواب کچھ یوں دیا کہ:

''وانما اقتصر ......استقلالا ''جس کا اردو میں مفہوم یہ ہے: کہ امام خرّاز نے صرف محذوف الالف کلمات کے بیان پر اس لیے اکتفا کیا ہے کیونکہ ان کا رسم اصطلاحی ہے، قیاسی نہیں، اور ثابت الالف کلمات کا ذکر اس لیے ضروری نہیں سمجھا گیا کہ وہ تو رسم قیاسی اور اصل قاعدے کے مطابق ہیں، اسی لیے کتب رسم میں آپ کو اثبات الف کے عنوان سے کوئی مستقل باب نہیں ملے گا الا یہ کہ کہیں

ضمناً ذکر آ گیا ہو۔ یہی جواب امام دانی کی عبارت پر پیدا ہونے والے سوال کا بھی دیا جا سکتا ہے، اسی لیے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''**العقیلة**'' میں امام دانی کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر کی معمولی تبدیلی کے ساتھ اس باب کو اس طرح ذکر کیا ہے:

''**باب الإثبات والحذف** ......''۔ جس میں انہوں نے امام دانی کے برعکس اثبات کو حذف پر مقدم کیا ہے تاکہ طلبہ کے ذہن میں یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ اثبات اصل اور رسم قیاسی کے بالکل مطابق ہے، امام جعبری (ت:732) جیسے محقق نے بھی اپنی کتاب ''**الجمیلة في شرح العقیلة**'' (ص:250) میں اس نکتے کی وضاحت کی ہے۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے، وہ یہ کہ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''**العقیلة**'' میں ''**المقنع**'' کو اشعار کا جامہ پہناتے وقت ان قواعد کلیہ اور مخصوص سات اوزان کا کہیں بھی تذکرہ نہیں کیا (جو پہلے تفصیل سے گزر چکے ہیں)۔ اس لیے کہ امام شاطبی کا بھی اپنے شیخ امام دانی والا ہی منہج ہے کہ: ''**کل ماسکت عنه فهو علی الأصل الذي هو الإثبات**'' کہ مسکوت عنہ کا حکم اثبات الالف ہے، اوزان ہوں یا کلمات، تو امام شاطبی کے نزدیک ان مخصوص اوزان کا حکم مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے وہی اثبات الف ہی ہوگا جو پہلے گزر چکا ہے۔

اس سے ہمیں امام دانی کا منہج سمجھنے میں بھی ضرور مدد ملے گی کہ انہوں نے مذکورہ باب میں صرف محذوفات کے ذکر پر کیوں کر اکتفا کیا؟۔ کیونکہ باقی کلمات کا حکم مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے اثبات الف ہی ہے۔ ایسے ثابت الالف کلمات کو اصل اور قیاسی رسم کے موافق ہونے کی وجہ سے بوجہ اختصار ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ بیشتر ائمہ رسم نے صرف محذوف الالف کلمات کے بیان کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے کہ ان کا رسم اصطلاحی ہے، قیاس اور اصل کے مخالف ہونے کی وجہ سے رسمِ اصطلاحی اس بات کا متقاضی ہے کہ اس پر بطور خاص توجہ دی جائے۔

اس منہج کی تائید میں ''المقنع'' سے بطور مثال چند دلائل

دلیل نمبر: 1

امام دانیؒ فرماتے ہیں:

''**و کذلك حذفت...... کنت ترابا**''۔(المقنع ،ص:247)

جس کا مفہوم یہ ہے کہ: اسی طرح لفظ ﴿ **تُرَابًا** ﴾ میں راء کے بعد آنے والا الف صرف ان مندرجہ ذیل مخصوص کلمات میں محذوف ہے:

ا۔ ﴿ **أَئِذَا كُنَّا تُرٰبًا** ﴾[الرعد:5]

۲۔ ﴿ **أَئِذَا كُنَّا تُرٰبًا** ﴾[النمل:67]

۳۔ ﴿ **يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا** ﴾[النبأ :40]

ان تین کلمات کے علاوہ باقی تمام کلمات میں ﴿ **تُرَابًا** ﴾ کا الف ثابت ہے۔

امام دانیؒ کا ان مخصوص کلمات میں حذف الف ذکر کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الف باقی مسکوت عنہ ﴿ **تُرَابًا** ﴾میں ثابت ہے۔

مصنف کا یہ فرمانا'' **و أثبتوها فيما عداها** '' کہ ان کے علاوہ باقی ماندہ کلمات میں الف ثابت ہے، محض تاکید کے زمرے میں آتا ہے، اگر یہ جملہ نہ بھی ہوتا تو حکم یہی رہتا، امام جعبری نے بھی **الجميلة**(ص: 447) میں شعر نمبر 141:

وَاحْفِظْ فِي الْأَنْفَالِ فِي الْمِيعَادِ مُتَّبِعًا   **تُرَابَ رَعْدٍ وَنَمْلٍ وَالنَّبَأَ عَطِرًا**

کی شرح میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

دلیل نمبر 2:

اسی مذکورہ فصل میں امام دانیؒ فرماتے ہیں:

’’**وكذلك حذفت...... قرء اناعربيا**‘‘ جس کا مفہوم اردو میں یہ ہے کہ:

اسی طرح لفظ ﴿قُرْءَ ان﴾ میں ہمزہ کے بعد آنے والا الف صرف دو آیتوں میں محذوف ہے:

ا۔ ﴿اِنَّآأَنْزَلْنَاهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾[یوسف:2]

۲۔ ﴿اِنَّاجَعَلْنَاهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾[الزخرف:3]

اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ ان دو آیتوں کے علاوہ باقی تمام آیات میں لفظ ﴿قُرْءَ ان﴾ میں الف ثابت ہے۔

المقنع کی بیشتر طبعات کے مطابق امام دانیؒ باقی آیات کا حکم بیان کرنے میں بالکل خاموش ہیں، صرف ڈاکٹر حاتم الضامن کی تحقیق سے چھپنے والے ’’**المقنع**‘‘ کے ایڈیشن میں مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے:

’’**وأثبتوها بعد ذلك في سائر القرآن**‘‘ کہ ان دو کے علاوہ باقی تمام کلمات میں لفظ ﴿قرء ان﴾ اثبات الف کے ساتھ ہی لکھا گیا ہے۔

اس عبارت کو بھی پہلی دلیل کی مانند محض تاکیدی جملہ ہی کہا جائے گا۔ اگر یہ تاکیدی جملہ نہ بھی ہوتا تو حکم باقی ماندہ کلمات میں اثبات الف ہی رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جملہ **المقنع** کی دیگر طبعات میں نہیں ہے۔

امام جعبری نے بھی **الجميلة شرح العقيلة** (ص:456-455) میں شعر نمبر 145:

فِيْ يُوسُفٍ خُصَّ قُرْآنًا وزُخْرُفِهِ أُولَاهُمَا وَبِاِثْبَاتِ الْعِرَاقِ يُرَى

کی شرح میں یہی لکھا ہے۔

امام دانیؒ کا ان دو کلمات میں حذف الف مخصوص انداز میں ذکر کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ

ان دو کے علاوہ باقی ماندہ آیات وکلمات میں یہ الف ثابت ہے۔

لفظ﴿ **قُرء ان** ﴾ چونکہ (**فُعلان**) کے وزن پر ہے، پچھلے باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے کہ جو لفظ (**فُعلان**) کے وزن پر ہوگا اس کا الف ثابت ہوگا اس لحاظ سے یہ دو کلمات جن میں الف محذوف ہے اس مذکورہ قاعدے کے مستثنیات میں سے شمار ہوں گے۔

دلیل نمبر 3:

اسی مذکورہ فصل میں امام دانی فرماتے ہیں:

''**و كذلك حذفت**......**بالألف**''جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

اسی طرح لفظ﴿ **مِيْعَاد** ﴾ میں عین کے بعد آنے والا الف صرف سورہ انفال کی آیت نمبر 42 میں ﴿**فِي الْمِيْعٰدِ**﴾ میں محذوف ہوگا۔ باقی تمام آیات میں لفظ﴿ **الْمِيْعَاد** ﴾ میں الف ثابت ہے۔

امام جعبری اس کی **شرح الجميله** (ص: 448) میں کچھ یوں فرماتے ہیں:

''**و كذلك** ......**بالألف**''۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

لفظ﴿ **ميعاد** ﴾ میں حذف الف کا ذکر کرنے کے بعد تاکیداً فرمایا ہے کہ صرف اسی آیت میں مصنف کا سورہ انفال کی تعیین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سورہ انفال کے علاوہ باقی تمام سورتوں میں لفظ﴿ **ميعاد** ﴾ میں الف ثابت ہے۔

اگر امام دانیؒ یہ عبارت''**وسائر المواضع بالألف** ''نہ بھی لکھتے تو حکم باقی آیات وکلمات میں اثبات الف ہی رہتا کیونکہ بقیہ کلمات مسکوت عنہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

اسی طرح وہ تمام کلمات جنہیں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے مخصوص سورتوں میں مخصوص شرائط وقرائن کے ساتھ محذوفات میں ذکر کیا ہے انہی کلمات سے ملتے جلتے دیگر باقی کلمات میں امام دانی نے سکوت اختیار فرمایا ہے، تو ان مسکوت عنہ کلمات کا حکم بھی مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں وہی اثبات الف ہی ہے، کیونکہ اثبات الف ہی اصل اور قیاسی رسم کے مطابق ہے ورنہ کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن

ایسے مسکوت عنہ کلمات کے حکم کے بارے میں حیران وپریشان نظر آئیں گے کہ ان کلمات کا حکم امام دانی کی کتاب ''المقنع''میں تاحال مجہول ونامعلوم ہے۔

امام شاطبی کے شاگرد رشید، نحو، لغت، تفسیر، ادب اوربطور خاص علوم قراءات کے امام ومحقق شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن محمد السخاوی (558-643ھ) اپنی کتاب **الوسیلة شرح العقیلة** (ص:112) میں شعر 53:

يُضَاعِفُ الْخُلْفُ فِيهِ كَيْفَ جَا وكِتَا بِه وَنافعُ فِي التَّحرِيمِ ذَاكَ أَرَى

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وأما مافي هود والأحزاب......المصاحف''

کہ یہی کلمہ ﴿**يضاعف**﴾سورہ ھود اوراحزاب میں بھی آیا ہے،اگرامام دانیؒ ان مذکورہ کلمات کے رسم کے بارے میں کسی قسم کے اختلاف سے واقف ہوتے توضرور ذکر فرماتے، کیونکہ انہوں نے اس باب میں وہ تمام اختلافی کلمات ذکر کیے ہیں جن میں مصاحف عثمانیہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

''**المقنع**''میں اس طرح کے اور بہت سے دلائل ہیں ان کا بھی مطالعہ کرلیا جائے۔

☆ امام دانی کا منہج ائمہ رسم کی نظر میں:

آئندہ صفحات میں ہماری کوشش ہوگی کہ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج کی تحدید وتعیین میں ہم ائمہ رسم کے اقوال سے مدد لیں تا کہ ان شکوک وشبہات کا مکمل ازالہ کیا جاسکے جو امام دانیؒ کے منہج کے بارے میں بعض حضرات کی طرف سے اپنے مخصوص عزائم کی تکمیل کے لیے پھیلائے جارہے ہیں۔

☆ شُرَّاح العقیلۃ کے اقوال ودلائل:

1۔ امام ابوالحسن السخاوی رحمہ اللہ (ت:643ھ) کے اقوال:

دلیل نمبر 4:

امام ابوالحسن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الوسیلة شرح العقیلة ''(ص:249-246) میں شعر نمبر 121:

وَفِي أَرَيْتَ الَّذِي أَرِيتُمُ اخْتَلَفُوا　　　وَقُلْ :مِهَادًا جَمِيعًا نَافِعٌ حَشَرا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وقد ذكر الشاطبي ......بالألف ''۔جس کا ترجمہ ہے کہ: امام شاطبی نے اس شعر میں امام نافع سے لفظ ﴿مِهٰدًا﴾ المنصوب [طہ:53، الزخرف:10] میں حذف الف کا ذکر فرمایا ہے، ان کے علاوہ باقی کلمات میں سکوت اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ لفظ ﴿مِهَادٌ﴾ مرفوع میں سورہ اعراف [41] اور سورہ صٓ [56] اور دیگر سورتوں میں تمام مصاحف عثمانیہ میں ان کا الف ثابت ہے۔

مذکورہ کلمات ''المقنع ''میں مسکوت عنہ ہیں اور امام سخاوی ان میں اثبات الف کی تصریح فرمارہے ہیں۔

دلیل نمبر 5:

بالکل اسی سے ملتی جلتی عبارت مشہور مصنف ومحقق امام جعبری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ وہ الجمیلة

شرح العقيلة(ص:270) میں شعر نمبر 53:

يُضَاعِفُ الْخُلْفُ فِيهِ كَيْفَ جَا وكِتَا بِـه وَنَـافعُ فِي التَّحرِيمِ ذَاكَ أَرَى

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''**فحصل الخلاف ...... على أصل الإثبات**''جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

''اختلاف صرف ان چار کلمات میں (دوسورہ بقرہ اوردوسورہ حدید میں) پیش آیا وہ بھی امام نُصَیر بن یوسف کی روایت کے پیش نظر ،مصنف کا حذف کوان چار کلمات میں محصورومخصوص کردینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کلمات کے علاوہ باقی تمام کلمات اصل کے مطابق ہی لکھے جائیں گے،یعنی اثبات الف کے ساتھ''۔

امام جعبری جیسے محقق ومصنف کا یہ مذکورہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی امام دانی کے مسکوت عنہ کلمات میں اثبات الف ہی کے قائل ہیں۔

2۔امام ابومحمد ابراہیم بن عمر الجعبری (640ھ-732ھ) کے اقوال

دلیل نمبر 6:

امام جعبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب''**الجميلة شرح العقيل** ''(ص296-295)میں شعر نمبر :67

وفالقُ الحبِّ عن خُلْفٍ وجاعلُ ، وَالْـ كُوفِيُّ أَنجيْتَنَا في تائِهِ اخْتَصَرَا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''**فخرج عنه......ومقتضاه الإثبات**'' ، جس کا اردو میں مفہوم یہ ہے کہ:

اس مذکورہ قید وشرط سے لفظ﴿ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ﴾ [الانعام:96] خارج ہوگیا،اور یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس میں الف ثابت ہے۔

دلیل نمبر 7:

امام ابوالحسن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''**الوسیلة شرح العقیلة**''

(ص 281-280) میں شعر نمبر 139:

حتّٰی یُلَاقوا مُلَاقُوهُ مبارگا احْـ ۔فَظْهُ مُلاقیهِ بَارَكْنا وكُنْ حَذِرًا

کی شرح میں لکھتے ہیں:

''**ومبارکا...... کذلك**''۔جس کا ترجمہ ہے:

''اسی طرح لفظ ﴿**مُبٰـرَگـا**﴾ جہاں بھی آئے اس کا الف محذوف ہے،اسی طرح لفظ ﴿**بارکنا**﴾ کا الف بھی''۔آگے چل کر فرماتے ہیں:

''**وقوله ہوکن حذرا......علی**﴿**بٰرَكْنَا**﴾

ترجمہ: امام شاطبی کا''**وکن حذرا**''فرما کر لفظ ﴿**بارك فيها**﴾ کے بارے میں متنبہ کرنا مقصد ہے اس لیے کہ امام دانی کے نزدیک اس کا الف بالاتفاق ثابت ہے ، توامام شاطبی آپ کوخبردار کررہے ہیں کہ کہیں لفظ ﴿**بارك**﴾ کوبھی لفظ ﴿**بٰرَكْنا**﴾ (بحذف الالف) پرقیاس کرکے اس کے الف کومحذوف نہ کردینا،دونوں کاحکم مختلف ہے۔

3۔ امام ابوالبقاء علی بن عثمان بن القاصح العذري (ت:801ھ) کے اقوال

دلیل نمبر 8:

الرائية کے مذکورہ شعر کی شرح میں امام ابن القاصح نے بھی اپنی مشہور کتاب''**تلخيص الفوائد وتقريب المتباعد**''(شرح العقیلة) میں کچھ ایسا ہی لکھا ہے،ملاحظہ ہوص:97۔

کتاب العقیله کے ان مشہور شراح کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسکوت عنہ کلمات میں امام دانی کا منہج اثبات الف ہے۔

شُراح ''موردالظمآن'' کے اقوال ودلائل:

1۔ امام الخراز کے مشہور شاگرد، ابو محمد عبد اللہ بن عمر الصنہاجی المشہور بابن آجطا (ت: 750ھ) کے اقوال:

دلیل نمبر 9:

امام ابن آجطا صنہاجی موردالظمآن کی شرح **التبیان** میں شعر نمبر 65-66:

وَالْحَذْفُ عَنْهُمَا بِـ أَ كَّالُونَ وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ: فَعَّالُونَ

كَيْفَ أَتَى وَوَزْنُ (فَعَّالِيْنَ) كُلًّا وَعَنْهُ ثَبْتُ جَبَّارِينَ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''یرید أن ......بأکالون''

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ (الخراز) یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شیخین (دانی وابن نجاح) لفظ ﴿أَكّٰلُونَ﴾ میں باتفاق حذف الف کے راوی ہیں جو کہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر 42 میں ہے۔ ناظم نے یہاں صرف لفظ ﴿أَكّٰلُونَ﴾ کو بطور خاص اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس میں شیخین دانی وابن نجاح کا اختلاف ہے، اور یہ لفظ جمع مذکر سالم کا صیغہ ہونے کی وجہ سے جمع مذکر سالم کے قاعدے میں داخل ہے جس کا بیان پہلے جمع کے قاعدے کے تحت موردالظمآن میں گزر چکا ہے۔

2 - فقہ، اصول فقہ اور قراءات کے مشہور و مایہ ناز عالم امام ابوعلی الحسین بن علی بن طلحۃ الرجراجی الشوشاوی (ت: 899ھ) کے اقوال:

دلیل نمبر 10:

امام ابوعلی رجراجی موردالظمآن کی شرح **تنبیہ العطشان** (ص: 280) مذکورہ اشعار کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وانماذکر......دون غیرہ''جس کا ترجمہ ہے:

ناظم رحمۃ اللہ علیہ (الخراز) نے یہاں صرف ان دو صیغوں میں حذف الف کا ذکر کیا ہے اور وہ ہیں: (فَعَّالون)، (فَعَّالِين) کیونکہ ان دونوں اوزان میں شیخین دانی وابن نجاح کا آپس میں اختلاف ہے، امام دانی ان دونوں صیغوں میں سے صرف ایک لفظ ﴿أَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ﴾ [المائدة:42] میں حذف الف کے قائل ہیں، اس وزن پر آنے والے دیگر کلمات میں الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

امام رجراجی فرماتے ہیں:

ہم نے ان مسکوت عنہ کلمات میں اثبات الف کا حکم اس لیے بیان کیا ہے کہ امام دانی نے المقنع میں ان کلمات میں سکوت اختیار کرتے ہوئے انہیں ذکر نہیں کیا، یہ کہنا ہرگز صحیح نہ ہوگا کہ باقی ماندہ کلمات میں امام دانی حذف الف ہی کے قائل ہیں کیونکہ ان سب میں اگر امام دانی کے نزدیک الف محذوف ہوتا تو وہ لفظ ﴿أَكّٰلُونَ﴾ ہی کو بطور خاص ہرگز ذکر نہ فرماتے۔

دلیل نمبر 11:

امام ابن آجطا صنہاجی مورد الظمآن کے شعر نمبر 107:

مَعَ شَعَائِرٍ وَ جَاءَ حَذْفُ ذَيْنْ فِيْ نَصِّ تَنْزِيْلٍ بِغَيْرِ الأَوَّلَيْنْ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''فوقع الاتفاق ......فهي عنده ثابتة''۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''امام ابن نجاح اور المُنصِف کتاب کے مصنف امام ابوالحسن بلنسی (ت: بعد 567ھ) دونوں حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لفظ ﴿احسان﴾ اور لفظ ﴿شعائر﴾ دونوں میں الف پورے قرآن مجید میں محذوف ہے، جہاں کہیں بھی وہ واقع ہوں، البتہ پہلے لفظ ﴿احسان﴾ اور پہلے لفظ ﴿شعائر﴾ جو کہ دونوں ہی سورہ بقرہ میں ہیں ان دونوں لفظوں میں امام ابن نجاح اور امام بلنسی میں اختلاف ہے، ابوالحسن بلنسی ان میں بھی حذف الف کے راوی ہیں، مگر ابن نجاح ان دونوں لفظوں میں بطور خاص اثبات الف کے

قائل ہیں (کیونکہ انہوں نے مختصر التبیین میں ان دونوں لفظوں میں سکوت اختیار کیا ہے)۔تو اب ان دونوں حضرات کے اختلاف کے پیش نظر کاتب مصحف کو اختیار ہے چاہے وہ اثبات الف کے ساتھ لکھے جیسا کہ امام ابن نجاح کا مذہب ہے، اور چاہے تو وہ حذف الف کے ساتھ لکھے جیسا کہ امام بلنسی کا مذہب ہے،اور چاہے تو وہ ان دونوں کلمات (احسان اور شعائر) کو تمام مواقع میں اثبات الف کے ساتھ لکھے جیسا کہ امام دانی کا مذہب ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب ''المقنع'' میں ان میں سے کسی بھی لفظ کو ذکر نہیں کیا،اس لیے یہ کلمات ان کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی بناء پر اثبات الف کے ساتھ ہی لکھے جائیں گے۔

دلیل نمبر12:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 115-114:

تِـجَـارَـةٌ أَمَـا نَتَـهُ مَنَـافِعُ غِشَـاوَـةٌ شَـفَـا عَةٌ وَ وَ اسِعُ
شَهَـادَـةٌ فِعْلُ الجِهَـادِ غَـافِلُ ثُـمَّ مَـنَـا سِـكُـكُـمُ وَالبَـاطِلُ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''کل ما ذکر......من لفظ الباطل''

ترجمہ: ان اشعار میں ذکر کیے جانے والے تمام کلمات میں حذف الف کا حکم صرف امام ابن نجاح کے نزدیک ہے، امام دانی کے نزدیک نہیں کیونکہ امام دانی نے المقنع میں ان الفاظ میں سے لفظ ﴿ الباطل ﴾ کے علاوہ اور کسی لفظ کو ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر13:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 123-122......

وَغَيْـرُ أَوَّلٍ بِتَـنْـزِيْـلٍ أَتِيَـن كُلًّا وَالاَ عُنَـابُ بِغَيْرِ الْأَوَّلِيْنَ
لَكِنْ عِظَـامَـهُ لَـهُ بِـالأَ لِفِ وَ كُلُّ ذَلِكَ بِحَـذْ فِ الْمُنْصِفِ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

"**فخرج من هذا**......**عن أئمتهم**"(التبيان ص293-291) جس کا مفہوم اردو میں یہ ہے کہ:

"تو اِس سے پتہ چلا کہ لفظ ﴿**العظام**﴾ اور لفظ ﴿**أعناب**﴾ ان ائمہ رسم، امام دانی، امام ابوداود اور (منصف) کے مصنف امام ابوالحسن البلنسی (وفات بعد: 567ھ) کے نزدیک ان کے مذاہب اوران کی بیان کردہ اُن روایات کے مطابق ہیں جوانہوں نے اپنے شیوخ یا پھر عثمانی مصاحف سے نقل کی ہیں، ان کے مذاہب اورروایات کے مطابق ان دونوں مذکورہ لفظوں ﴿**العظام**﴾ اور ﴿**أعناب**﴾ میں الف کے حذف واثبات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور پھر انہوں نے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ امام بلنسی اِن دونوں لفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ امام دانیؒ ان مذکورہ لفظوں میں اثبات الف کے قائل ہیں ماسوائے اُن دولفظوں کے جوسورہ مؤمنون (آیت 14) میں واقع ہوئے ہیں، امام دانیؒ نے صرف اس لفظ ﴿**العظام**﴾ سے الف حذف کیا ہے، جو مذکورہ آیت میں دومرتبہ آیا ہے، جبکہ امام ابوداوٗد اِن دولفظوں ﴿**العظام**﴾ اور ﴿**اعناب**﴾ کے تمام مواقع میں حذف الف کے قائل ہیں، ماسوائے چار کلمات کے، دو ﴿**العظام**﴾ اور دو ﴿**أعناب**﴾ پہلے والے ہیں"۔(التبيان في شرح مورد الظمآن ـ شرح البيت 123-121)

دلیل نمبر 14:

امام ابوعلی رجراجی مذکورہ اشعار کی شرح میں فرماتے ہیں: "**فالخارج** ......**فحذفهما** "جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: لفظ ﴿**العظام**﴾ اور لفظ ﴿**أعناب**﴾ کا الف امام بلنسی (**صاحب المنصف**) کے ہاں مطلقاً محذوف ہے، (جہاں بھی آئے)۔

امام ابن نجاح نے ان میں سے صرف چار کلمات کو حذف الف سے مستثنیٰ قرار دیا ہے: دو لفظ ﴿**العظام**﴾ اور دو لفظ ﴿ **أعناب** ﴾۔

امام دانی کے نزدیک لفظ ﴿ **أعناب** ﴾ کا الف تمام آیات میں ثابت ہے، اسی طرح لفظ

﴿العظام﴾ کا الف بھی سب میں ثابت ہے،صرف سورہ مؤمنون آیت نمبر 14 میں ﴿عِظٰمًا فكسونا العِظٰمَ﴾ میں وہ حذف الف کے راوی ہیں۔

دلیل نمبر 15:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 143:

كَيْفَ ثَلا ثُو نَ ثَلا ثَةٌ ثَلا ثُ سَلا سِلُ ، وَ فِيْ النِّسَا ءِ :وَ ثُلاث

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله:وفي النساء ......في سورة فاطر"۔

ترجمہ:ناظم رحمہ اللہ نے جولفظ ﴿ثلاث﴾ ذکر کیا ہے،ان کی مراد صرف سورہ نساء کی آیت نمبر 3 میں ﴿مثنى وثُلٰث﴾ ہے۔امام دانیؒ نے صرف اسی لفظ میں حذف الف کا حکم ذکر کیا ہے،سورہ فاطر میں آنے والا ﴿وثلاث وربـاع﴾ اس میں ہرگز داخل نہیں ہے،لہٰذا سورہ فاطر میں الف قاعدے کی رو سے ثابت ہوگا، کیونکہ وہ مسکوت عنہ الفاظ میں سے ہے۔

دلیل نمبر 16:

امام ابوعلی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وقوله:وفي النساء ......لأنه سكت عنه"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ سورہ نساء کی شرط وقید لگا کر سورہ فاطر والی آیت کو اس مذکورہ حذف الف کے حکم سے خارج کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ سورہ فاطر میں لفظ ﴿ثلاث﴾ کا الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے،اس لیے کہ المقنع میں آپ نے اسے ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر 17:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 144:

ثُمَّ خِلافَ بَعْدَ مَقْعَدِهِمُ　　　　لَكِنْ، أُولَئِكَ وَقُلْ: لا مَسْتُمُ

کی شرح میں رقم طراز ہیں:

"قوله: ثم خلاف......عن نافع"۔

ترجمہ: ناظم (الخراز) رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ وہ لفظ ﴿خِلفَ﴾ جو ﴿مقعدهم﴾ کے بعد آیا ہے، اس سے ان کی مراد سورہ توبہ کی آیت نمبر 81: ﴿فرح المخلفون بمقعدهم خِلف رسول اللّٰه﴾ ہے۔ مذکورہ قید وشرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ امام دانی صرف مذکورہ لفظ میں ہی حذف الف کے راوی ہیں، اس کے علاوہ لفظ ﴿خلاف﴾ جہاں کہیں بھی آیا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں جیسا کہ ﴿من خلاف﴾ سورہ مائدہ، سورہ اعراف، سورہ طٰہٰ اور سورہ شعراء میں ہے۔ البتہ امام ابن نجاح اور امام بلنسی کے نزدیک ان تمام کلمات میں بھی الف محذوف ہے تو امام دانی کے نزدیک سورہ توبہ کے علاوہ باقی کلمات میں الف ثابت ہے اس لیے کہ آپ نے المقنع میں سورہ توبہ کے علاوہ باقی کلمات میں سکوت اختیار کیا ہے۔

دلیل نمبر 18:

امام ابوعلی رجراجیؒ نے بھی ان اشعار کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

دلیل نمبر 19:

امام ابن آجطا صنھاجی شعر نمبر 145:

وَفِيْ الْمُلاقَاةِ سِوَى التَّلاقِ　　　　وَفِيْ غُلامَيْنَ وَفِيْ الْخَلاقِ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"قوله: وفي الملاقاة......المنصف"

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ (الملاقاة) ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امام دانی المقنع میں لام کے بعد آنے والے الف میں حذف الف کے راوی ہیں، اُن تمام کلمات میں جو لفظ

(ملاقاۃ) سے مشتق ہیں ، اس کے بعد ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ ﴿التلاق﴾ کو اس حذف الف کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، اس لیے کہ لفظ ﴿التلاق﴾ المقنع میں مذکور نہیں ہے۔

امام دانی المقنع میں فرماتے ہیں:

"وحذفوا...... حيث وقع"۔

ترجمہ: لام کے بعد آنے والے الف میں حذف الف کا حکم ﴿مُلٰقُو﴾، ﴿مُلٰقُوْهُ﴾، ﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ اور ﴿يُلٰقُو﴾ وغیرہ سب کلمات کو شامل ہے، جہاں کہیں بھی وہ آئیں۔

امام دانی نے ان الفاظ میں لفظ ﴿التلاق﴾ کا ذکر نہیں کیا، اسی لیے ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حذف الف کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، اس سے پہلے وہ اسے امام ابن نجاح کے لیے بھی مستثنیٰ قرار دے چکے ہیں۔

البتہ امام بلنسی اس لفظ ﴿التلاق﴾ میں بھی حذف الف کے ہی راوی ہیں۔

دلیل نمبر 20:

امام ابوعلی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله :سوى التلاق......لصاحب المنصف"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد (سوى التلاق) سے ﴿لينذر يوم التلاق﴾ [غافر: 15] ہے، اس لیے کہ امام دانی نے اسے المقنع میں ذکر نہیں کیا تو یہ مسکوت عنہ کلمات میں سے ہے، لہٰذا اس سکوت کی بناء پر اس کا الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

اس کا الف امام ابن نجاح کے نزدیک بھی ثابت ہے، صرف امام بلنسی کے نزدیک اس کا الف محذوف ہے۔

فائدہ:

امام خراز رحمۃ اللہ علیہ کا اس لفظ ﴿التلاق﴾ کو حذف الف کے حکم سے مستثنیٰ قرار دینا اس بات کی

دلیل ہے کہ امام خراز بھی امام دانی کے لیے مسکوت عنہ کلمات میں حذف کے نہیں بلکہ اثبات کے قائل ہیں،اس طرح کی بے شمار مثالیں آپ کو مورد الظمآن میں ملیں گی۔

دلیل نمبر 21:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 161:

وَالْحَذْفُ فِيْ الْمُقْنِعِ فِيْ ضِعَافَا   وَعَنْ أَبِيْ دَاوُدَ جَا أضْعافَا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ذكر في هذا......ضعافا"

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں دو لفظوں کا حکم ذکر کیا ہے۔ایک ﴿ضِعفا﴾ جس میں حذف الف کے راوی امام دانی ہیں۔دوسرا ﴿أضعافا﴾ جس میں حذف الف کے راوی امام ابن نجاح ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"فذكر أبو عمرو......ثابت الألف"

ترجمہ: تو امام دانی نے صرف ﴿ضِعفا﴾ کا حکم ذکر کیا ہے، ﴿أضعافا﴾ میں خاموش ہیں۔امام ابن نجاح نے اس کے بالکل برعکس ﴿أضعافا﴾ کا حکم بیان کیا ہے، ﴿ضِعفا﴾ میں خاموش ہیں۔

شیخین میں سے ہر ایک کا اس کلمے سے سکوت اختیار کرنا جسے دوسرے امام نے ذکر کیا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ایک کا مذہب اپنے مسکوت عنہ لفظ میں اثبات الف ہے۔(جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے)۔

دلیل نمبر 22:

امام ابو علی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ذكر في ......بألف ثابت "۔

ترجمہ : ناظم رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ امام دانی صرف ﴿ ضِعٰفًا ﴾ [النساء:9] حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ لفظ ﴿ أضعافا ﴾ [آل عمران :130] کے بارے میں وہ خاموش ہیں، تو اس مسکوت عنہ لفظ میں الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

امام ابن نجاح صرف لفظ ﴿ أضعافا ﴾ میں حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ لفظ ﴿ ضعافا ﴾ کے بارے میں وہ خاموش ہیں، اسی لیے اس مسکوت عنہ لفظ میں الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

فائدہ:

اس عبارت سے یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ یہ نص وسکوت کا مسئلہ صرف امام دانی کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ یہ دونوں حضرات (امام دانی وامام ابن نجاح) میں مشترک ہے، ہر دو کا سکوت با معنی ہے، لغو اور بے معنی ہر گز نہیں، صرف فرق اتنا ہے کہ امام ابن نجاح کی کتاب "مختصر التبیین"، ضخیم اور تفصیلی ہونے کی بناء پر ان کے مسکوت عنہ کلمات امام دانی کے مسکوت عنہ کلمات سے نسبتاً کم ہیں، کیونکہ امام دانی کی "المقنع" امام ابن نجاح کی "مختصر التبیین" کے مقابلے میں کہیں مختصر ہے۔

دلیل نمبر 23:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 164-163:

مُبَارَكَه، وَمُقْنِعٌ: تبَارَكَ — مبَارَكٌ، وَابْنُ نَجَاحٍ : بَارَكُ

وَعَنْهُ مِنْ صَادٍ أَتَى مُبَارَكُ — ثُمَّ مِنَ الرَّحْمَنِ قُلْ تبَارَكُ

کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ذكر الناظم ......فإنهاعنده ثابتة، وعند أبی داود محذوفة"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں اُن الفاظ کا حکم ذکر کیا ہے جو لفظ (البرکۃ) سے مشتق ہیں

جیسے:

﴿مباركة﴾، ﴿تبارك﴾ ، ﴿مبارك﴾ ،﴿بارك﴾ اور ﴿باركنا﴾۔

فرماتے ہیں کہ شیخین (دانی وابن نجاح) کا طریقہ ان الفاظ کا حکم بیان کرنے میں قدرے مختلف ہے۔

کچھ کلمات میں دونوں حضرات کا حذف الف پر مکمل اتفاق ہے، وہ ہیں :﴿مُبٰــــرَكة﴾ اور ﴿بٰرَكْنا﴾ ۔

کچھ کلمات میں شیخین کا اختلاف ہے،وہ ہیں﴿ تبٰرك﴾ ،﴿مبٰرك﴾ اور ﴿بارك﴾ چنانچہ امام دانی ان الفاظ میں بھی حذف الف کے راوی ہیں، صرف ﴿وبـارك فيهـا﴾ [فصلت:10] میں اثبات الف کے قائل ہیں اس لیے کہ آپ نے اس لفظ کو المقنع میں ذکر نہیں کیا بلکہ سکوت اختیار فرمایا ہے۔یہی مذہب امام شاطبی وامام سخاوی کا ہے (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)۔

امام ابن نجاح کے نزدیک مذکورہ الفاظ میں حذف واثبات میں تفصیل ہے (جس کی تفصیل امام رجراجی کے آئندہ حوالے میں ہے)۔

دلیل نمبر 24:

امام رجراجی ان اشعار کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ذكر الناظم......ومابعدها"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں الفاظ کا حکم بیان کیا ہے جو لفظ (البركة) سے مشتق ہیں، وہ پانچ کلمات ہیں:

﴿مباركة ﴾، ﴿تبارك﴾ ، ﴿مبارك﴾ ،﴿بارك﴾اور ﴿باركنا﴾ ۔پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

امام دانی اِن پانچوں کلمات میں حذف الف کے راوی ہیں،صرف ایک لفظ ﴿وبـارك فيهـا﴾

[فصلت:10] میں الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

امام ابن نجاح ان میں سے تین کلمات میں (جہاں کہیں بھی وہ قرآن میں آئیں) مطلقاً حذف الف کے راوی ہیں، وہ ہیں: ﴿مباركة﴾، ﴿بارك﴾ اور ﴿باركنا﴾ ۔باقی دو کلمات ﴿مبارك﴾ اور ﴿تبارک﴾ میں ان کے نزدیک درج ذیل تفصیل ہے:

☆ ﴿مبارك﴾ کا الف صرف سورہ صٓ اور سورہ قٓ میں محذوف، اور باقی آیات میں ثابت ہے۔

☆ ﴿تبارك﴾ کا الف صرف سورہ رحمٰن اور سورہ ملک میں محذوف اور باقی آیات میں ثابت ہے۔

3۔ فقہ، اصول فقہ اور علوم قراءات کے مشہور امام ابو محمد عبد الواحد بن احمد بن علي بن عاشر الانصاری الاندلسی کے اقوال:

دلیل نمبر25:

امام ابن عاشر الاندلسی نے بھی اپنی کتاب ''فتح المنان المروی بمورد الظمآن ''(قلمی نسخہ، ص:1/49) میں مذکورہ اشعار کی تشریح میں لفظ ﴿بارك فيها﴾ کو امام دانی کے لیے حذف الف سے مستثنٰی قرار دیا ہے جس سے پتہ چلا کہ وہ بھی امام دانی کے لیے اس میں اثباتِ الف کے قائل ہیں۔

دلیل نمبر26:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 171:

وَقَالَ طَائِرُ كُمُ فِىْ النَّمْلِ ۔۔۔ وَقَبْلُ فِىْ اِلا سْرَا تَمَامُ الكُلِّ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''......هذه الألفاظ......زاد أبو داود على أبي عمرو بحذفه''۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ کا ''تمام الكل'' فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہاں تک وہ تمام الفاظ پورے ہو گئے جن میں حذف الف پر شیخین کا اتفاق ہے۔

ان مذکورہ سورتوں کے علاوہ اگر کہیں کسی اور سورت میں لفظ ﴿ طائر ﴾ آیا ہے تو اس کا الف امام دانی کے نزدیک ان کے سکوت کی وجہ سے ثابت ہوگا۔(وہ ہے سورۃ یٰسین آیت نمبر 19 میں)۔

دلیل نمبر 27:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 172:

اثلاثا نا ثاً، وَ رُبَاعَ الأَوَّلا   كَذَا قِيَاماً فِي الْعُقُوْدِ نَقَلا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"هذاأيضا......فيماروى عن نافع"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں جن کلمات میں حذف الف کا حکم بیان کیا ہے اس پر شیخین کا مکمل اتفاق ہے، ان کلمات کے علاوہ کچھ دیگر کلمات بھی ہیں جن کا ذکر ان اشعار میں نہیں آیا ان میں شیخین کا اختلاف ہے: امام دانی کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے ان کے الف ثابت ہیں ،امام ابن نجاح کے نزدیک ان کے الف محذوف ہیں۔

ان اشعار میں پہلے لفظ ﴿ رُبٰع ﴾ [النساء:3] میں بھی حذف الف کا ذکر ہے جس کا مطلب ہے کہ دوسرے لفظ ﴿ رباع ﴾ [فاطر :1] میں یہ حذف کا حکم ہرگز نہیں ہوگا، اسی لیے امام دانی کے نزدیک اس دوسرے لفظ ﴿ رباع ﴾ میں مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے الف ثابت ہوگا۔

امام ابن نجاح ان دونوں لفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

اسی طرح لفظ ﴿ قیاما ﴾ میں بھی سورہ مائدہ کی قید وشرط لگائی گئی ہے۔جس کا مطلب ہے کہ لفظ ﴿ قیاما ﴾ کا الف دیگر سورتوں میں امام دانی کے سکوت کی وجہ سے ثابت ہوگا۔

دلیل نمبر 28:

امام ابوعلی رجراجی نے بھی مذکورہ اشعار کی شرح میں اسی مذکورہ حکم کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ

لفظ﴿ ربٰع﴾ جو مسکوت عنہ ہے اس میں حکم امام دانی کے نزدیک اثبات الف ہی ہے۔(ملاحظہ ہو تنبیہ العطشان ،ص:441)

دلیل نمبر 29:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 173:

وَبَالِغَ الْكَعْبَةِ قُلْ، وَالأَنْبِيَا فِيْهَا يُسَارِعُوْنَ أَيْضاً رَوَيَا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"هذا أيضا......بالحذف"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں جن دو لفظوں میں حذف الف کا حکم ذکر کیا ہے یہ شیخین کا متفقہ حکم ہے، اور وہ ہیں:

﴿ بٰلِغَ الكعبة﴾ صرف سورہ مائدہ[95] میں۔

﴿يُسٰرِعُون﴾ صرف سورہ انبیاء[90] میں۔

یہ دونوں لفظ مذکورہ سورتوں کے علاوہ جہاں کہیں بھی آئیں تو ان کا الف امام دانی کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی بناء پر ثابت ہوگا۔امام ابن نجاح ان دونوں لفظوں میں مطلقا حذف الف کے راوی ہیں چاہے مذکورہ سورتوں میں ہوں یا ان کے علاوہ دیگر سورتوں میں۔

دلیل نمبر 30:

امام ابو علی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله :﴿وبٰلِغَ الكعبة﴾...... ﴿يسارعون في الكفر﴾"

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ کا﴿ بٰلِغَ الكعبة﴾ میں لفظ﴿ الكعبة﴾ کی قید و شرط ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس لفظ﴿ بالغ﴾ کے ساتھ لفظ﴿ الكعبة﴾ نہیں ہوگا اس کا الف بھی محذوف نہیں ہوگا جیسے﴿ وماهو ببالغه﴾ [الرعد:14] اور﴿بالغ أمره﴾ [طلاق:3] تو ان دونوں

الفاظ میں الف امام دانی کے نزدیک محذوف نہیں بلکہ ثابت ہوگا۔

اسی طرح فرمایا کہ لفظ ﴿يُسٰرعون﴾ میں سورہ انبیاء کی قید وشرط لگائی گئی ہے، لہٰذا اس سورت میں تو حذف الف پر اتفاق ہے، سورہ انبیاء کے علاوہ دیگر سورتوں میں آنے والے لفظ ﴿يسارعون﴾ میں الف امام دانی کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے ثابت ہوگا، جیسے ﴿يسارعون في الخيرات﴾ اور ﴿يسارعون في الكفر﴾[آل عمران:114، 175]۔

دلیل نمبر 31:

امام ابن عاشر الاندلسی نے بھی فتح المنان میں (قلمی نسخہ، ص:50/ا) مذکورہ شعر کی تشریح اسی سے ملتی جلتی کی ہے۔

دلیل نمبر 32:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 183:

وَجَاعِلُ اللَّيْلِ وَأُولَى فَالِقُ ....

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله: وأولى ...... كالأول"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ "أولى فالق" [الانعام:95] کہہ کر یہ بتانا مقصد ہے کہ پہلے والے لفظ میں اختلاف دونوں حضرات نے ذکر کیا ہے۔ دوسرا لفظ ﴿فالق﴾ [الانعام:96] اس حکم اختلاف سے خارج ہے، چنانچہ اس میں حذف الف کا حکم صرف امام ابن نجاح کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔ امام دانی کے نزدیک اس کا الف مسکوت عنہ ہونے کی بناء پر ثابت ہے۔

دلیل نمبر 33:

امام ابوعلی رجراجی نے بھی اسی شعر کی تشریح میں امام ابن آجطا صنہاجی کی مکمل تائید فرمائی ہے، ان

کے الفاظ ہیں:

"فإنه ثابت عند أبي عمرو الداني" کہ ﴿فالق الاصباح﴾ [الانعام:96] میں الف امام دانی کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 34:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 184:

بِمُنْصِفٍ، وَعَامِلٌ وَالْإِنْسَانْ   قَدْ ضُمِّنَا التَّنْزِيْلِ قُلْ وَالْبُهْتَان

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله: قل ......مسكوت عنه"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں امام ابن نجاح کے لیے لفظ (البهتان) میں حذف الف کا حکم ذکر کیا ہے اور یہ لفظ (فُعلان) کے وزن پر ہے، اور سورہ نساء [20] میں ہے: ﴿أتأخذونه بهتانا......﴾۔

ہم نے اس بات پر متنبہ کرنا اس لیے ضروری سمجھا کہ خود ناظم رحمہ اللہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"وذكر الداني وزن فعلان......"۔

تو (فُعلان) کے وزن پر آنے والے کلمات میں الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے، امام ابن نجاح کے نزدیک اس وزن پر آنے والے کلمات میں سے کچھ کا الف محذوف تو کچھ کا الف مسکوت عنہ ہونے کی بناء پر ثابت ہے۔

دلیل نمبر 35:

امام ابوعلی رجراجی نے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ میں اس شعر کی تشریح فرمائی ہے۔

دلیل نمبر 36:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 186:

وَاحْذِفْ سُكَارَى عَنْهُ قُلْ وَالْوِلدانْ   وَعَنْهُمَا فِيْ الْحَجِّ جَاءَ الْحَرْفَانْ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

"قوله عنه ...... بـ سكارى"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے "عنہ" کہہ کر ﴿سکاری﴾ میں حذف الف کا حکم بیان فرمایا ہے، یہ حکم امام ابن نجاح کے لیے تو مطلقاً ہے یعنی ﴿سکاری﴾ میں دونوں سورتوں النساء اور الحج میں۔

امام دانی سورہ حج میں حذف الف کے راوی ہیں جبکہ سورہ نساء میں وہ خاموش ہیں، اسی لیے سورہ نساء میں ﴿سکاری﴾ کا الف ان کے نزدیک محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے۔

دلیل نمبر 37:

امام ابوعلی رجراجی نے تو اس بات کی مزید وضاحت فرمادی ہے ان کے الفاظ ہیں:

"......وسكت أبو عمرو ......لسكوته عنه"۔

ترجمہ: امام دانی چونکہ سورہ نساء میں ساکت اور خاموش ہیں، اس لیے سورہ نساء میں لفظ ﴿سکاری﴾ کا الف ان کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 38:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 188:

وَعَـالِمُ الْغَيْبِ لِكُلٍّ بِسَبَا   وَلِسِوَى الدَّانِي سِوَاهُ نُسِبَا

کی شرح میں لکھتے ہیں:

"ذكر في هذا...... كما قدمنا"۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں لفظ ﴿عالِم﴾ کے الف کا حکم بیان فرمایا ہے کہ اس لفظ کا الف امام دانی کے علاوہ باقی تمام ائمہ رسم کے نزدیک مطلقاً محذوف ہے۔

امام دانی کے نزدیک لفظ ﴿عالم﴾ میں حذف الف کا حکم صرف سورہ سبأ [3] میں لفظ ﴿علِم الغیب﴾ کے ساتھ خاص ہے، باقی سورتوں میں چونکہ آپ نے سکوت اختیار فرمایا ہے اس لیے ان میں الف ان کے نزدیک ثابت ہے۔

دلیل نمبر 39:

مذکورہ شعر کی یہی تشریح امام ابوعلی رجراجی نے بھی فرمائی ہے۔ (ملاحظہ کیجیے، تنبیہ العطشان، ص: 461)

دلیل نمبر 40:

امام ابن آجطا المورد کے شعر نمبر 203:

ثُمَّ سَرَابِيْلَ مَعْاً أَنْكَاثَا جِدَالَنَا اسْطَاعُوا وَقُلْ أَثَاثَا

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وكل ذلك ثابت عند أبى عمرو''۔

ترجمہ: اس شعر میں مذکورہ تمام کلمات کے الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہیں۔

امام ابن آجطا صنھاجی مذکورہ کلمات میں امام دانی کے لیے اثبات الف کا حکم نقل فرما رہے ہیں، جبکہ یہ وہ کلمات ہیں جن کے بارے میں امام دانی المقنع میں خاموش ہیں۔

تو امام ابن آجطا صنھاجی ان مسکوت عنہ کلمات میں اثبات الف کے قائل ہیں۔

دلیل نمبر 41:

امام ابن آجطا صنھاجی المورد کے شعر نمبر 216:

كَذَا رَوَاسِيَ وَالاِسۡتِئۡذَانُ فِعۡلُ الۡمُرَاوَدَةِ وَالۡبُنۡيَانُ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

”وقوله:والبنيان......وهذاالوزن كله ثابت عند أبي عمرو الداني“۔

ترجمہ: لفظ ﴿البنیان﴾ (فُعلان) کے وزن پر ہے۔امام ابن نجاح اس وزن پر آنے والے بعض کلمات میں حذف الف کے راوی ہیں جبکہ دوسرے بعض میں وہ ساکت اور خاموش ہیں جیسے ﴿کفران﴾ ،﴿الخسران﴾ اور ﴿قربان﴾ وغیرہ۔

امام دانی کے نزدیک اس وزن پر آنے والے تمام کلمات میں الف ثابت ہے جیسا کہ پہلے باب اول میں گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر42:

امام ابوعلی رجراجی اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

”وقوله والبنيان ......وأما أبو عمرو فلم يحذف منه شيئا ، بل أثبته كله“۔

ترجمہ: لفظ﴿البنیان﴾ میں امام ابن نجاح حذف الف کے راوی ہیں اور وہ اس وزن (فُعلان) پر آنے والے گنتی کے چند کلمات میں حذف الف کے راوی ہیں۔

امام دانی اس وزن پر آنے والے کلمات میں حذف الف کے نہیں بلکہ اثبات الف کے قائل ہیں (جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے)

دلیل نمبر43:

امام ابوعلی رجراجی المورد کے شعر نمبر 217:

وَذَكَرَ الدَّانِيُّ وَزۡنَ(فُعۡلَانۡ) بِأَلِفٍ ثَابِتَةٍ كَالۡعُدۡوَانۡ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

”فقول الناظم......لأن كل ماسكت عنه يحمل على الإثبات وإن لم يذكره بالإثبات“۔

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں وزن (فُعلان) کا ذکر کیا ہے، ایک دوسرے شعر میں (فَعَّال) اور (فاعِل) کے اوزان بھی ذکر کیے ہیں۔ یہ کل تین اوزان ہیں جو ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شعروں میں ذکر کیے ہیں، جبکہ ان کے علاوہ تین اوزان اور بھی ہیں جن میں امام دانی اثبات الف کے راوی ہیں، تو ناظم نے ان تین اوزان کو ذکر کیوں نہیں کیا؟۔

فرمایا اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ: ان آخری تین اوزان کا ذکر نہ کرنا کوئی قابل مواخذہ بات نہیں ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے:

”كل ما سكت عنه يُحمل على الإثبات وإن لم يذكره بالإثبات“۔

”یعنی جن کلمات میں ناظم (یا امام دانی) سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں ان سب میں اثبات الف ہی کا حکم ہے، گو امام دانی (یا ناظم) نے صراحۃً ان میں اثبات الف کا حکم ذکر نہ کیا ہو“۔

فائدہ:

امام ابوعلی رجراجی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عام قاعدہ بیان کر کے ان شکوک وشبھات کا مکمل خاتمہ کر دیا جو بعض حضرات کی طرف سے منہج دانی کے بارے میں پھیلائے جارہے ہیں، جن کا ایجنڈا دراصل مسئلہ نص وسکوت نہیں بلکہ اس کی آڑ میں برصغیر کے رسم الخط پر حملہ کر کے مخصوص اغراض مقاصد کا حصول ہے۔

اس قاعدے کا خلاصہ یہ ہے کہ حذف واثبات کے مسائل واحکام میں جہاں کہیں بھی امام خراز نے امام دانی کے لیے سکوت اختیار کیا ہے، یعنی ان کی طرف حذف کی نسبت کی نہ ہی اثبات کی، تو ایسے تمام کلمات والفاظ میں اثبات الف کا حکم ہی امام دانی کا مذہب معتمد سمجھا جائے گا۔

یہ بات یادرہے کہ امام خراز کا سکوت امام دانی کے سکوت سے منسلک ہے، امام خراز وہیں سکوت اختیار کرتے ہیں جہاں امام دانی نے سکوت اختیار کیا ہے۔(جیسا کہ وہ المورد کے مقدمے میں یہ بات کھل کر بیان کر چکے ہیں، ملاحظہ ہو شعر نمبر 40)

دلیل نمبر 44:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 231:

وَعَنْ أَبِی عَمْرٍ و فِصَالُ لُقْمَانْ　　　وَعَنْ أَبِی دَاوُدَ جَاءَ الْحَرْفَانْ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ذکر في هذاالبيت......احترازمن الذي في سورة الأحقاف"

ترجمہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں لفظ ﴿فصالہ﴾ کے الف کا حکم بیان فرمایا ہے جو کہ قرآن پاک میں دو مرتبہ آیا ہے، سورہ لقمان [14] میں، اور سورہ احقاف [15] میں۔تو سورہ لقمان میں حذف الف پر شیخین میں اتفاق ہے، سورہ احقاف میں حذف الف کے راوی صرف ابن نجاح ہیں، امام دانی نہیں۔

ناظم رحمۃ اللہ علیہ کا سورہ لقمان کی قید وشرط لگا کر سورہ احقاف کے لفظ کو خارج کرنا مقصد ہے، احقاف میں الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے کیونکہ احقاف والا لفظ مسکوت عنہ کلمات میں سے ہے جن میں دانی کا منہج اثبات الف ہے، حذف الف نہیں۔

دلیل نمبر 45:

امام ابوعلی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ذکر الناظم في هذاالبيت ......فانه ثابت عند أبي عمرو الداني"۔

ترجمہ :امام خراز فرماتے ہیں کہ ﴿فِصٰلُه﴾ [لقمان:14] کا الف امام دانی کے نزدیک سورہ لقمان میں محذوف ہے، سورہ لقمان کی قید وشرط کا مطلب یہ ہے کہ ﴿فصالہ﴾ [احقاف

:15] کا الف سورہ احقاف میں امام دانی کے نزدیک محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے(ان کا منہج بھی اسی بات کا متقاضی ہے)۔

دلیل نمبر 46:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 234:

وَظُلَّةٍ لَيْكَةُ، وَفِيْ بِقَادِرُ فِيْ الأَوَّلَيْنِ الْحَذْفُ مَعْ تُصَاعِرُ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله في الأولين......لأنه مسكوت عنه لأبي عمرو ، وهو محذوف لأبي داود"۔

ترجمہ: امام خراز نے لفظ ﴿بقادر﴾ کے بعد ﴿الأوَّلَين﴾ کی شرط لگا کر اس بات کی وضاحت کر دی کہ یہ حذف الف کا حکم پہلے دو لفظوں میں ہے جو کہ یٰسین اور احقاف میں ہیں۔لفظ ﴿بقادر﴾ جو سورہ قیامہ میں ہے اس کا الف امام دانی کے نزدیک مسکوت عنہ ہونے کی وجہ سے محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے۔

امام ابن نجاح کے نزدیک ﴿بقادر﴾ کا الف مطلقاً محذوف ہے چاہے کسی بھی سورت میں ہو۔

دلیل نمبر 47:

امام ابو علی رجراجی مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقوله في الأوَّلَين...... فإنه ثابت عندغير أبي داود"۔

ترجمہ: (الأوَّلَين) (پہلے دو لفظ) کی قید وشرط کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم سورہ قیامہ میں آنے والے لفظ ﴿بقادر﴾ کو شامل نہیں ،سورہ قیامہ میں آنے والے لفظ کا الف امام ابن نجاح کے علاوہ باقی سب ائمہ کے نزدیک ثابت ہے۔

دلیل نمبر 48:

امام ابوعلی رجراجی المورد کے شعر نمبر 235:

وَحَيْثُمَا بِقَادِرٍ بِالْبَاءِ لابْنِ نَجَاحٍ جَاءَ بِاسْتِيفَاءِ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

''معنى هذاالبيت......وهو ثابت عندأبي عمرو الداني''۔

ترجمہ: اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ امام ابن نجاح لفظ ﴿**بقادر**﴾ میں مطلقاً حذف الف کے راوی ہیں جہاں کہیں بھی آئے بشرطیکہ اس کے شروع میں باء ہو۔امام دانی صرف پہلے دولفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں، سورہ قیامہ میں وہ خاموش ہیں اس لیے کہ اس کا الف امام دانی کے نزدیک محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے۔

دلیل نمبر 49:

امام ابن آجطا صنہاجی المورد کے شعر نمبر 254:

وَوَزْنُ (فَعَّالٍ) وَ(فَاعِلٍ) ثَبَتْ فِيْ مُقْنِعٍ اِلَّا الَّتِيْ تَقَدَّمَتْ

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''لما ذكر لفظ ﴿قانت﴾......إلا ماتقدم''۔

ترجمہ: گزشتہ اشعار میں ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ ﴿**قانت**﴾ ، ﴿**خاشعا**﴾ اور لفظ ﴿**الغفار**﴾ کا حکم بیان فرمایا ہے ، جو کہ (فاعِل) اور (فعّال) کے ہم وزن ہیں، ان دونوں صیغوں کے وزن پر آنے والے بیشتر الفاظ کے الف امام ابن نجاح کے نزدیک محذوف ہیں ۔اب اس شعر میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ امام دانی ان دونوں صیغوں کے وزن پر آنے والے الفاظ میں حذف الف کے نہیں بلکہ اثبات الف کے راوی ہیں سوائے ان چند کلمات کے جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں (جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے)۔

دلیل نمبر 50:

امام ابوعلی رجراجی مذکورہ شعر کی تشریح میں اس شعر کے الفاظ پر یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ ناظم کا یہ فرمانا کہ ان دونوں اوزان میں الف ثابت ہے ایک ایسا حکم ہے جو ہر کسی کو معلوم ہے کیونکہ مسکوت عنہ کلمات واوزان میں اثبات الف ہی کا حکم ہے، ان چند صیغوں کو بطور خاص ناظم نے صرف امام دانی کی اتباع میں ذکر کیا ہے کیونکہ آپ نے **المقنع** میں ان اوزان کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔

دلیل نمبر 51,52:

ابن عاشر الاندلسی اپنی کتاب **فتح المنان شرح موردالظمآن** (قلمی نسخہ، ص:21/ب) میں المورد کے شعر نمبر 44:

بَابُ اتِّفَاقِهِمْ وَالِاضْطِرَابِ   فِي الْحَذْفِ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

کی شرح میں لکھتے ہیں:

''إنما ترجم الناظم للحذف إذهو مخالف لقاعدة الرسم القياسى .... كالاستثناء''

اسی شعر کی شرح میں اسی سے ملتی جلتی عبارت امام ابواسحاق مارغنیؒ کی ہے:

''وإنما اقتصرفي الترجمة على الحذف......ولم يتعرض لشيء منها استقلالا''۔

ان دونوں عبارتوں کا اردو میں مفہوم یہ ہے کہ: ناظم رحمۃ اللہ علیہ (امام خراز) نے اس باب میں صرف محذوفات کے بیان پر اکتفاء کیا ہے، کیونکہ صرف یہی وہ کلمات ہیں جو قیاسی رسم کے خلاف ہیں، ثابت الالف کلمات اس لیے ذکر نہیں کیے کیونکہ وہ تو رسم قیاسی کے موافق ہوتے ہیں، اس لیے **مورد الظمآن** میں کہیں بھی آپ کو اثبات الالف کا مستقل باب یا عنوان نظر نہیں آئے گا، الّا یہ کہ کہیں ضمناً اس کا ذکر آ گیا ہو۔

دلیل نمبر 53:

امام ابن عاشر الاندلسی المورد کے شعر نمبر 206:

وَجَاءَ فِي الرَّعْدِ وَنَمْلٍ عَنْهُمَا　　وَنَبَاءٍ لَفْظُ تُرَابًا مِثْلَ مَا

کی شرح میں فرماتے ہیں (قلمی نسخہ 1/160):

"واحترز......وفي غيرها"۔

دلیل نمبر 54:

مذکورہ شعر کی تشریح میں یہی عبارت امام ابواسحاق ابراھیم المارغنی (ت:1349ھ) نے اپنی کتاب **دلیل الحیران** (ص:41) میں ذکر کی ہے۔

ان دونوں عبارتوں کا اردو میں مفہوم یہ ہے کہ: حذف کے لیے مخصوص سورتوں کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان مذکورہ سورتوں کے علاوہ دیگر سورتوں میں یہ الف محذوف نہیں بلکہ ثابت ہوگا جیسا کہ لفظ ﴿ترابا﴾ سورہ مؤمنون آیت نمبر 35 اور دیگر سورتوں میں ہے۔

فائدہ:

اگر امام خراز کے اشعار میں سورتوں کے تعیین سے علماء یہ حکم اخذ کررہے ہیں کہ حذف الف کا حکم انہی سورتوں کے ساتھ خاص ہے، باقی سورتوں میں یہ الف محذوف نہیں بلکہ ثابت ہے، تو امام دانی کے کلام میں مخصوص سورتوں میں مخصوص الفاظ میں حذف الف کا حکم ذکر کرنے سے یہ حکم کیونکر اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ باقی سورتوں میں یہ الف محذوف نہیں بلکہ ثابت ہوگا۔

دلیل نمبر 55:

امام ابن عاشر الاندلسی المورد کے شعر نمبر 233:

فَنَاظِرَهُ ثُمَّ مَعًا بِهِدِي　　فِيهَا سِرَاجًا، وَبِنَصِّ صَادِ

کی شرح میں فرماتے ہیں (قلمی نسخہ،ص:67/ب):

''واحترز......الخ''۔

دلیل نمبر56:

مذکورہ شعر کی تشریح میں کچھ ایسی ہی عبارت امام مارغنی نے **دلیل الحیران** (ص:168) میں لکھی ہے ان دونوں عبارتوں کا اردو مفہوم یہ ہے کہ:

''لفظ ﴿ ناظرة ﴾ کے ساتھ فاء کی قید وشرط لگانے سے امام خراز یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس لفظ ﴿ ناظرة ﴾ **میں فاء نہیں ہوگی اس کا الف محذوف نہیں بلکہ ثابت ہوگا۔ جیسا کہ** ﴿**إلی ربها ناظرة**﴾ [سورہ قیامہ:3]۔

یہی بات انہوں نے بقیہ الفاظ: ﴿**بهادی**﴾ **اور** ﴿**فیهاسراجا**﴾ **کی شرح میں بھی لکھی ہے۔**

ایسی ہی مثالیں اور بھی بہت ہیں۔ بالکل اسی طرح کی قیود وشروط اور محترزات کا ذکر خود امام دانی نے بھی حذف الف کا حکم بیان کرتے ہوئے کیا ہے کہ حذف الف کا حکم مخصوص سورتوں میں مخصوص الفاظ وکلمات میں ہے، ائمہ رسم کے ان مذکورہ اقوال ودلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ باقی حروف وکلمات دیگر سورتوں میں اصل اور قیاسی رسم کے مطابق اثبات الف کے ساتھ ہی لکھے جائیں گے۔

☆امام دانی کا منہج متاخرین ائمہ رسم کی نظر میں:

امام دانی کے مذکورہ منہج کی تائید میں کچھ دیگر اقوال ودلائل پیش خدمت ہیں جنہیں علامہ مخللاتی (ت:1311ھ)، علامہ نورالدین الضبّاع (ت1380ھ) اور علامہ عبدالفتاح القاضی (ت1403ھ) کی تصنیفات سے جمع کیا گیا ہے۔

ا۔ علامہ ابوعبید رضوان بن محمد المخللاتی (ت:1311ھ-1250ھ) کی مشہور کتاب ارشاد القراء والکاتبین الی معرفۃ رسم الکتاب المبین سے چند اقوال:

دلیل نمبر57:

علامہ مخللاتی ارشاد القراء میں سورہ فاتحہ کے لفظ ﴿الصراط﴾ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''وألفه ثابتة عندالداني'' (ارشاد القراء:257/1):

کہ لفظ ﴿الصراط﴾ کا الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ لفظ ﴿الصراط﴾ بظاہر المقنع کے مسکوت عنہ کلمات کی فہرست میں آتا ہے، گوکہ یہ (فِعال) کے ہم وزن ہونے کی وجہ سے اس میں اثبات الف کی نص ضمناً موجود ہے، جیسا کہ پہلے تفصیل سے یہ کلمات گزر چکے ہیں۔

دلیل نمبر58:

علامہ مخللاتی سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں(333/1):

''دیارکم''بإثبات الألف عند الداني '': کہ لفظ ﴿دیارکم﴾ میں یاء کے بعد آنے والا الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے۔

اس لفظ کا بھی امام دانی کی المقنع میں کہیں ذکر نہیں گوکہ یہ لفظ بھی (فِعال) کے ہم وزن ہونے

کی وجہ سے ثابت الألف ہے، سوائے ان چند کلمات کے جو اس وزن سے مستثنٰی ہیں، جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر 59:

علامہ مخللاتی سورہ انعام میں فرماتے ہیں (413/1):

"ولا طائر......أبو داود"۔

ترجمہ: سورہ انعام میں لفظ ﴿طٰئر﴾ کا الف بوجہ اختصار محذوف ہے، البتہ لفظ ﴿طائر کم﴾ [یٰسین: 19] میں ائمہ رسم میں اختلاف ہے، امام دانی اس میں اثبات الف کے جبکہ امام ابن نجاح حذف الف کے قائل ہیں"۔

یہ لفظ چونکہ (فاعِل) کے وزن پر ہے، امام دانی اس وزن پر آنے والے الفاظ میں اثبات الف کے راوی ہیں سوائے ان 19 کلمات کے جو اس حکم اثبات سے مستثنٰی ہیں۔

لفظ ﴿طائر﴾ قرآن پاک میں پانچ مرتبہ آیا ہے، ان میں سے چار میں امام دانی نے حذف الف کا حکم نقل فرمایا ہے، پانچواں لفظ ﴿طائر کم﴾ [یٰسین: 19] میں آپ نے سکوت اختیار فرمایا ہے، تو قاعدے کی رو سے اس کا الف اصل اور قیاسی رسم کے مطابق ثابت ہی ہوگا۔

اس لفظ ﴿طائر﴾ پر ڈاکٹر احمد شرشال نے جو اعتراض اٹھایا ہے اس کا تفصیلی جائزہ عربی مضمون "**حكم الألفات التي سكت عنها الامام الداني في كتابه المقنع**" میں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

۲۔ علی بن محمد بن حسن، نورالدین المشہور بالضباع (1304ھ-1380ھ) کی مشہور کتاب سمیر الطالبین في رسم وضبط الکتاب المبین سے چند اقوال:

دلیل نمبر 60:

علامہ نورالدین الضباع سمیر الطالبین میں فرماتے ہیں:

"وأما الساحر...... كالداني في المشهور عنه"

(سفیر العالمین 153/1)

ترجمہ: لفظ ﴿الساحر﴾ -المعرَّف باللام- میں سین کے بعد آنے والے الف کا حکم یہ ہے کہ یہ الف امام ابن نجاح کے نزدیک ثابت ہے، امام دانی کا مشہور مذہب بھی اس میں اثبات الف ہی ہے"۔

علامہ ضبّاع نے اس لفظ ﴿الساحر﴾ میں امام دانیؒ کا مشہور مذہب اثبات الف نقل فرمایا ہے، حالانکہ امام دانیؒ نے المقنع میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں فرمایا، گوکہ اس میں بروزن (فاعِل) ہونے کی بناء پر اثبات الف کی عام نص موجود ہے، جو پہلے گزر چکی ہے۔

دلیل نمبر 61:

علامہ نورالدین الضباع سمیر الطالبین میں فرماتے ہیں:

"طائر......الداني أثبت الألف في موضع يٰسٓ" (سفیر العالمین 165/1)

ترجمہ: لفظ ﴿طائر﴾ جہاں بھی آئے اس میں الف شیخین کے نزدیک اتفاقاً محذوف ہے، مگر سورہ یٰسٓ آیت نمبر 19 میں آنے والے لفظ ﴿طائرکم﴾ میں الف امام دانی کے نزدیک ثابت ہے۔

علامہ کے کلام میں یہ اور ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ علامہ ضباع بھی امام خراز، امام ابن آجطا، امام رجراجی اور دیگر ائمہ رسم کی طرح امام دانی کے لیے مسکوت عنہ کلمات میں اثبات الف ہی کے قائل ہیں۔

دلیل نمبر 62:

۳۔ علامہ عبدالفتاح القاضی (ت:1403ھ)

علامہ عبدالفتاح القاضی المورد کے شعر نمبر 188:

وَ عَالِمُ الْغَيْبِ لِكُلٍّ بِسَبَا وَلِسِوَى الدَّانِيْ سِوَاهُ نُسِبَا

کی شرح کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

"**يعني نسب...... وفي غيره لغير الداني**"(دليل الحيران،ص:134)

ترجمہ: لفظ ﴿عالِم﴾ کا الف سورہ سبا کے علاوہ دیگر سورتوں میں امام دانی کے علاوہ تمام ائمہ رسم کے نزدیک محذوف ہے۔

اس کی تشریح کچھ یوں ہے کہ امام دانی کے نزدیک صرف سورہ سبا میں ﴿عالِم﴾ کا الف محذوف ہے، دیگر سورتوں میں یہ الف ثابت ہے۔

باقی ائمہ رسم کے نزدیک لفظ ﴿عالِم﴾ کا الف مطلقاً محذوف ہے، سبا میں ہو یا کسی اور سورت میں۔تو سورہ سبا کا حکم اتفاقی ٹھہرا اور دیگر سورتوں کا اختلافی۔

☆امام دانی کا منہج معاصرین علماء رسم کی نظر میں:

دلیل نمبر63:

عصر حاضر میں قرآنیات اور علم رسم کے مشہور عالم جناب ڈاکٹر غانم قدوری اپنی کتاب: ''**المیسر في علم رسم المصحف** ''میں مسائل حذف واثبات میں اختلاف کے حقیقی اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**السبب الثاني ......وبإثباتها لأبي عمرو الداني**''(المیسر، ص:107)

ترجمہ: دوسرا سبب روایات کا اختلاف ہے جیسا کہ لفظ ﴿**التوابین**﴾ [البقرۃ:222] میں امام ابن نجاح اس میں حذف الف کے جبکہ امام دانی اثبات الف کے راوی ہیں''۔

حالانکہ اس لفظ ﴿**التوابین**﴾ کا المقنع میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔امام دانیؒ نے صرف لفظ ﴿**أَكّٰلون**﴾ میں حذف الف کا حکم ذکر کیا ہے اور اس وزن پر آنے والے دیگر کلمات والفاظ سے آپ نے سکوت اختیار فرمایا ہے۔تو ڈاکٹر غانم قدوری بھی ان مسکوت عنہ کلمات میں امام دانیؒ کے لیے اثبات الف کو ایک مستقل روایت کا درجہ دیتے ہیں۔اسی طرح ڈاکٹر احمد شرشال نے **مختصر التبیین** اور ڈاکٹر اشرف فؤاد نے **سفیر العالمین** کے حواشی میں اس منہج دانیؒ کو بارہا نقل کیا ہے جبکہ کچھ مقامات میں ان دونوں حضرات نے اپنے تحفظات کا اظہار بھی کیا ہے،مگر ان ائمہ رسم کے اقوال ودلائل کا جواب دینے سے بہر حال وہ بھی قاصر رہے، اور نہ ہی وہ اپنے موقف کے حق میں ایسے دلائل پیش کر سکے جن کی وجہ سے ان کا موقف صحیح تسلیم کیا جا سکے۔

مذکورہ بے شمار اقوال ودلائل ذکر کرنے کے بعد فیصلہ اب میں ماہرین علم الرسم پر چھوڑتا ہوں کہ آیا وہ ائمہ رسم کے اس موقف کو صحیح تسلیم کرتے ہیں جو انہوں نے کتاب **المقنع** پر اس کے مصنف امام دانیؒ کے اُس قول کے پیش نظر اپنایا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میرا اس کتاب کو تصنیف کرنے کا بنیادی مقصد ہی کاتبانِ مصحف اور ناشرانِ قرآن کی مکمل راہنمائی تھا،اس موقف کے حق میں دلائل و اقوال کا ایک انبار ہے اور دوسری طرف محض ضد وانکار ہے۔

﴿**إن أريد إلا الإصلاح مااستطعت وماتوفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب**﴾

خاتمہ

اہم نتائج:

☆ امام دانی کی علوم قرآن، بطورِ خاص علوم قراءات میں اہمیت کھل کر سامنے آگئی۔

☆ بے شمار قلمی نسخوں اور متعدد طبعات سے امام دانی کی علم رسم میں شہرہ آفاق کتاب: ''**المقنع في معرفة مرسوم مصاحف أهل الأمصار**'' کی اہمیت بھی اہل علم پر عیاں ہوگئی۔

☆ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج حذف واثبات یا نص وسکوت کھل کر سامنے آگیا جس کے دو حصے ہیں:

ا۔ پہلے حصے میں وہ الفاظ وکلمات آتے ہیں جن میں اثبات الف کا حکم امام دانی کی نص سے ثابت ہے، یہ وہ کلمات ہیں جو مندرجہ ذیل اِن سات اوزان پر آئے ہیں:

(فَعَال)، (فِعَال)، (فَعَّال)، (فاعِل)، (فُعلان)، (فِعلان) اور (مِفعال)۔

ان اوزان پر آنے والے تقریباً 2500 کلمات کی تفصیل بمع مستثنیات کے گزر چکی ہے۔

ب۔ دوسرا حصہ اُن کلمات سے متعلق ہے جنہیں امام دانی نے بوجہ اختصار المقنع میں ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا، اِن مسکوت عنہ کلمات میں اثبات الف کے حق میں جن ائمہ رسم کے اقوال سے کم وبیش 63 دلائل پیش کیے گئے وہ ہیں:

ا۔ امام دانی (ت:444ھ)

۲۔ امام شاطبی (ت:590ھ)

۳۔ امام ابوالحسن سخاوی (ت:643ھ)

۴۔ امام ابواسحاق جعبری (ت:732ھ)

۵۔ امام ابوالبقاء ابن القاصح (ت:801ھ)

۶۔ امام ابوعبداللہ محمد الخراز (ت:718ھ)

۷۔ امام ابن آجطا صنہاجی (ت:750ھ)

۸۔ امام ابوعلی الحسین الرجراجی (ت:899ھ)

۹۔ امام ابومحمد عبدالواحد بن عاشر الاندلسی (ت:1040ھ)

۱۰۔ امام ابواسحاق ابراہیم المارغنی التونسی (ت:1349ھ)

۱۱۔ علامہ ابوعید رضوان مخللاتی (ت:1311ھ)

۱۲۔ علامہ نورالدین الضباع (ت:1380ھ)

۱۳۔ علامہ عبدالفتاح القاضی (ت:1403ھ)

۱۴۔ ڈاکٹر غانم قدوری الحمد، اطال اللہ عمرہ۔

یہ ہے امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ علمی اور مدلل منہج جو برصغیر پاک وہند کے مطبوعہ مصاحف کے رسم الخط کی اساس وبنیاد ہے۔

مذکورہ چودہ ائمہ رسم کے اقوال ودلائل کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے نامور علماء وقراء کی تقریظات وتصدیقات بھی ہیں جن کے نام تمہید میں گزر چکے ہیں۔

قرآن پاک جیسی عظیم الشان کتاب کے رسم الخط پر میری یہ معمولی سی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز دیں۔ وما توفيقي إلا بالله۔

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات

محمد شفاعت ربانی

المدينة المنورة

13 رمضان المبارک 1436ھ

عربی زبان میں رسم المصحف پر لکھے گئے مفصل مقالہ جات:

1- الألفات المختلف فیها بین الحذف و الإثبات فی المصاحف المطبوعة ،فضیلۃ الشیخ الدکتور رسید فرغل احمد، فاضل جامعہ ازہر و رکن نگران کمیٹی مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف مدینہ منورہ۔شائع شدہ ،ندوۃ طباعۃ القرآن الکریم مجمع الملک فہد...... 1099/3 تا 1170

2- رسم مصحف مطبعة تاج دراسة نقدية مقارنة ۔ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی فاضل مدینہ یونیورسٹی وسینئر ریسرچ سکالر، قرآنی ریسرچ سنٹر، مجمع الملک فہد مدینہ منورہ،شائع شدہ،ندوة طباعة القرآن الكريم 1213/3 تا 1307

3- حكم الألفات التى سكت عنها الإمام الدانى فى كتابه المقنع ۔ دراسة منهجية ۔ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی،شائع شدہ، مجلة البحوث و الدراسات ۔ مجمع الملك فهد......شمارہ نمبر 13 ۔ 1436ھ

4- ظواهر رسم المختلف فيها بين مصاحف المشارقة و مصاحف المغاربة المعاصرة ۔ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی،شائع شدہ،مجلة تبيان للدراسات القرآنيه الرياض ...... شمارہ 19 ۔ 1436ھ

5- مدارس الرسم العثمانى و أثر ها فى المصاحف المطبوعة ۔ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی،شائع شدہ،مجلة الشريعة و الدرسات الاسلامية ، الكويت۔

6- رسم المصحفين الليبى و الهندى الباكستانى ، دراسة نقدية مقارنة ۔ ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی،شائع شدہ، مجلة الدراسات الاسلامية ،الجامعه الإسلامية العالمية،اسلام آباد، جولائی تا ستمبر 2015ء شمارہ نمبر 3 جلد 50۔